عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے
90 سال

5 رمضان المبارک 1441ھ | مئی 2020ء

بیاد
مجددِ بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

(رجسٹرڈ)

بانی
ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ

MADRSAH MAMURAH

DAR-E-BANI HASHIM, MEHRBAN COLONY,
MULTAN.(PAKISTAN)

(RM/01/2014-15/184)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان | 0300- 6326621 061- 4511961 | قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

مکرم ومحترم جناب　　　　السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ مع الخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں، صحت وسلامتی عطاء فرمائیں اور دنیا وآخرت میں اپنی رضا نصیب فرمائیں۔ (آمین)

"مدرسہ معمورہ" ملتان حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی یادگار ہے۔ جسے حضرت کے سالِ وفات 1961ء میں آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے قائم فرمایا۔ الحمدللہ! اس دینی ادارے میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظِ قرآن، تعلیم حدیث وفقہ اور دین کی اشاعت وتبلیغ کا کام جاری ہے۔ اب تک تین ہزار سے زائد طلباء حفظِ قرآن کی نعمت سے سرفراز ہوچکے ہیں۔

"جامعہ بستانِ عائشہ" 1990ء میں جامعہ بستانِ عائشہ قائم کرکے بچیوں کی تعلیم کا آغاز کیا گیا جس میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظ قرآن، درس نظامی، میٹرک اور تعلیم بالغاں کے شعبوں میں پانچ سو طالبات تعلیم حاصل کررہی ہیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے اپنا رہائشی مکان مدرسہ کے لیے وقف کیا جس پر جامعہ بستانِ عائشہ کی تعمیر جدید کی گئی۔ گراؤنڈ فلور کی تعمیر مکمل جبکہ فرسٹ فلور کے تین کمرے تعمیر ہوچکے ہیں۔ مزید چار کمروں کی تعمیر باقی ہے۔

مدرسہ کا ماہانہ خرچ (1,000,000) دس لاکھ سے متجاوز اور سالانہ بجٹ تقریباً (12,000,000) ایک کروڑ بیس لاکھ روپے ہے۔

☆ رہائشی طلباء کے طعام پر سالانہ 1000 من گندم خرچ ہوتی ہے۔

طلباء کو درسی کتب، خوراک، لباس، علاج، ماہانہ وظائف مدرسہ فراہم کرتا ہے۔ تعمیرات کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔

تعمیر جدید الحمدللہ 2019ء میں بیسمنٹ ہال، دار القرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہوچکی ہے۔

مستقبل کے تعمیری منصوبوں کا تخمینہ ☆ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دار الحدیث، دار الاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (30,000,000) تین کروڑ روپے ہے۔

مدرسہ ختم نبوت چناب نگر (سابق ربوہ) میں "دار القرآن" اور دیگر درس گاہوں کی تعمیر کا تخمینہ: (30,000,000) تین کروڑ روپے ہے۔

ایک درس گاہ کی تعمیر پر (600,000) چھ لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ ایک کمرہ کی تعمیر اپنے ذمے لے کر صدقۂ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

خیراتی "مسلم ہسپتال" چناب نگر تخمینہ تعمیر تقریباً (60,000,000) چھ کروڑ روپے ہے۔ ابتدائی طور پر ڈسپنسری کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے۔

آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی زکوٰۃ وصدقات، فطرانہ، عشر اور عطیات مدرسہ معمورہ کو عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کو قبول فرمائے اور اس صدقۂ جاریہ کا بیش بہا اجر آپ کو عطا فرمائے۔ (آمین)

☆ آپ پہلے بھی تعاون فرماتے ہیں مگر موجودہ حالات اور مشکلات کا تقاضا ہے کہ اس مرتبہ زیادہ توجہ فرمائیں اور تعاون میں اضافہ فرمائیں۔

اُمید ہے، آپ اس خالص دینی درخواست کو قبول فرمائیں گے۔ تعاون آپ فرمائیں، دعا ہم کریں گے اور اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

ترسیل زر کے لیے:

بذریعہ بینک: آن لائن، چیک یا ڈرافٹ بنام مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 5010030736200010 برانچ کوڈ 0729 "دی بینک آف پنجاب" ملتان

بذریعہ اے ٹی ایم ٹرانسفر: 07290160065740001

والسلام مع الاکرام، آپ کا دعا گو
(ابن امیر شریعت) سید عطاء المہیمن بخاری
☆ مدیر: مدرسہ معمورہ ملتان
☆ مہتمم: مدرسہ ختم نبوت چناب نگر (سابق ربوہ)

بذریعہ منی آرڈر: سید محمد کفیل بخاری، ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان 0300-6326621 ,061-4511961

جلد 31 شمارہ 05 مئی 2020ء / رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— -/300 روپے

بیرون ملک ——— -/5000 روپے

فی شمارہ ——— -/30 روپے

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

☎061-4511961

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم، ڈی، اے چوک ملتان

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

کورونا وبا......اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیجیے

سید محمد کفیل بخاری

پوری دنیا میں کورونا وباء سے ہلاکتوں کی تعداد دو لاکھ کی حد پار کر چکی ہے جبکہ متأثرین کی تعداد تیس لاکھ سے متجاوز ہے۔ اس وباء سے ترقی یافتہ ممالک؛ خصوصاً امریکہ برطانیہ، چین اور اٹلی سب سے زیادہ متأثر ہوئے۔ تمام سائنسی ترقی واسباب کی فراوانی ایک غیر مرئی دشمن کے سامنے ڈھیر ہو کر رہ گئی۔ کورونا وائرس نے ترقی پذیر ممالک کو بھی اپنی گرفت میں لیا۔ جن کو اپنی مادی ترقی پر ناز تھا وہ اپنی قوم کے لیے کچھ نہ کر سکے اور جن غریب ممالک کے پاس کچھ تھا ہی نہیں وہ خوف کے اندھے غار میں دبک کر بیٹھ گئے۔ تیل کے ذخائر کی وسعتوں پر گھمنڈ کرنے والا سعودی عرب، تیل کی قیمتیں کم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ شہزادہ محمد کا روسی صدر پیوٹن کو فون بھی بے اثر ہو کر رہ گیا۔

ڈر اور خوف کی اس فضا میں انسانوں کے لیے صرف ایک ہی امید اور سہارا باقی رہ گیا ہے اور وہ ہے خالقِ کائنات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات اور ان کی صفات بے غایات۔

ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ امریکہ ومغربی ممالک کے برعکس مسلم ممالک کورونا وباء کی زد میں کم آئے ہیں۔ یہ ان بے نام مسلمانوں کی دعاء نیم شبی کا کرشمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرما کر ہمیں اس وباء کی ہولناکیوں سے بہت حد تک محفوظ فرمایا۔ یہ وقت رجوع الی اللہ اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلبی کا وقت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلدُّعاءُ مُخُّ العِبادة: دعا عبادت کا مغز ہے۔ اسی طرح اس آزمائش اور مشکل میں صبر اور صلوٰۃ ہی مسلمانوں کے بہترین ہتھیار ہیں۔ قرآن کریم میں ہے: اِسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ والصَّلٰوۃ: مدد لو صبر اور صلوٰۃ (نماز) سے۔ اور پھر اللہ کا وعدہ ہے کہ إنَّ اللہَ مَعَ الصَّابِرین. بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

کورونا کا مرض تو پوری دنیا میں پھیلا لیکن وطنِ عزیز پاکستان میں اس کی آمد بھی نرالی ہے اور حفاظت و تدبیر کا طریقہ بھی منفرد ہے۔ مقتدر حلقوں کے موسیقار اور گائیک ایک ہی جیسے بے سرے لہجے میں کھٹی بھیرویں میں گا رہے ہیں کہ 'مذہبی لوگوں کی وجہ سے پاکستان میں کورونا پھیلا ہے'۔ لیکن یہ بتانے سے گریزاں ہیں کہ وہ مذہبی لوگ کون تھے؟ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ امریکہ ویورپ میں کون سے مذہبی لوگوں کی وجہ سے کورونا پھیلا تو راگ بلاول میں آئیں بائیں شائیں گا کر ٹائیں ٹائیں فش ہو جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ وبا کی اس پریشان کن گھڑی میں پاکستانی قوم کے سب سے زیادہ ہمدرد ہی دینی و مذہبی لوگ ہیں۔ جنھوں نے دعائیں بھی کیں اور دوائیں بھی دیں۔ حد تو یہ ہے کہ حکومت پاکستان کے احکامات کی سب سے زیادہ تعمیل مذہبی طبقے نے ہی کی ہے۔ صدر مملکت جناب محمد عارف علوی نے اعتراف کیا کہ تمام مسالک کے علماء نے بہت تعاون کیا اور ہم سب نے مل کر متفقہ طور پر بیس نکاتی ہدایات جاری کیں۔ انھوں نے خاص طور پر میڈیا کے ذمہ داران سے کہا کہ وہ اب اس کو موضوعِ بحث نہ بنائیں۔ لیکن کفار وملحدین کے راتب پر چلنے اور پلنے والا میڈیا کیسے چپ رہ سکتا ہے۔

طویل عرصے سے ایک ہی موضوع زیرِ بحث ہے کہ مسجدیں کھلی ہیں، نمازی جمع ہو رہے ہیں، تراویح پڑھی جارہی ہیں، اور ان سرگرمیوں سے ملک میں کورونا وائرس پھیلنے کا شدید خطرہ ہے۔ پہلے تبلیغی جماعت پر گز بھر لمبی زبانیں چلتی رہیں، اب ضلالت کے ان ڈھنڈورچیوں کے لیے نمازیں سوہانِ روح بنی ہوئی ہیں۔

چند روز قبل صدر پاکستان نے بغیر اطلاع اسلام آباد کی بعض مساجد کا اچانک دورہ کیا اور نمازیوں کی طرف سے حکومتی ہدایات و احتیاطی تدابیر پر عمل کو سراہا۔ لیکن ٹی وی شوز میں مالِ حرام کا حق ادا کرنے والے ہیں کہ مسلسل بکے چلے جا رہے ہیں۔ اگرچہ مساجد میں نمازیوں کے درمیان چھے فٹ یا تین فٹ کا فاصلہ موجود ہے لیکن استعماری دسترخوان کے ریزہ چین اس فاصلے میں شیطانِ لعین کی طرح گھس کر جگہ بنانے کے لیے بے چین و مضطرب ہیں۔

ہمیں اپنے رحیم و کریم مالک جلّ جلالہ سے امید ہے کہ وہ اپنے عاجز بندوں کی صفوں کے فاصلے جلد ختم کر دے گا۔ ہر مسلمان کا دل اللہ کی یاد سے منور و معمور ہے۔ سب اہلِ ایمان کے قلوب اور پیشانیاں ایک اللہ کے سامنے جھکتے ہیں اور جھکتے رہیں گے۔ لیکن عالمی استعماری ایجنڈے کے لیے ہلکان ہونے والے دہاڑی دار منافقین یاد رکھیں کہ جو فاصلے ان کے اور ملت کے درمیان قائم ہو گئے ہیں وہ انھیں تنہائی کے بلیک ہول میں گرا کر فنا کر دیں گے۔ مسلمان کی تنہائی بھی یادِ الٰہی سے روشن ہو کر اسے سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال کر دیتی ہے لیکن منافق کی تنہائی......؟

کوئی پوچھے تو ان سے، کوئی دیکھے تو ان کو............الحذر، الحذر، الحذر الحذر

کورونا وائرس کی آڑ میں طبعی موت مرنے والے شہریوں کی میتوں کی بے حرمتی کی شکایات ملک بھر سے موصول ہو رہی ہیں۔ بلڈ کینسر، جگر کے کینسر اور گردوں کے برسوں پرانے مریضوں کو بھی کورونا کے شکار اموات میں شمار کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان کی کورونا ٹیسٹ رپورٹس بھی منفی تھیں۔ ایسا ظلم کرنے والے سفاک اور وحشی درندوں کو شاید اپنی موت پر یقین نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ یقیناً اس ظلم کا وبال وہ یہاں بھی چکھیں گے اور آخرت میں بھی۔

اقتدار کی راہ داریوں میں ہلچل شروع ہے۔ چینی، آٹا سکینڈل والے ترین اور خسرو کی تفصیلی رپورٹس اعلان کردہ تاریخ کے باوجود جاری نہیں کی گئیں۔ پی ٹی آئی کی آپا مشیرۂ اطلاعات کو گھر بھیج دیا گیا ہے۔ شاید حکومتی حلقوں میں ان سے کورونا پھیلنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا اور وہ ہر جگہ بے دھڑک پہنچ جاتی تھیں۔ نظر آ رہا ہے کہ آئندہ دنوں میں کچھ اور لوگ بھی اپنے اپنے گھروں میں بھیجے جائیں گے۔

معلوم نہیں کہ لاک ڈاؤن کب ختم ہو گا، لیکن مابعد لاک ڈاؤن جو کچھ ہونے والا ہے اور جس کے ابتدائی آثار نظر آنے لگے ہیں، وہ انتہائی خوفناک اور ناقابلِ بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور مزید امتحانوں اور آزمائشوں سے محفوظ رکھے۔

حکومت اور عوام کا آپس میں تعلق ہی کیا رہ گیا ہے؟ جو فاصلے قائم ہو گئے ہیں سمٹتے نظر نہیں آتے۔ حکومت عوام تھوڑا بناتی ہے۔ ہمیں تو اپنا اور اپنی اولادوں کا ایمان بچانا ہے، ریاست اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے تو اس کی مہربانی ہے، اور اگر اسی طرح چلتی رہتی ہے تو کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں ہمارے رب کی نصرت درکار ہے، اسی پر توکل ہے اور اسی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں وہی کافی ہے اور انھیں بھی جو اس کے باغی ہیں۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ. حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ. اللہ مجھے کافی ہے، اسی پر میرا بھروسا ہے، اور وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

رمضان المبارک میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیے!

عبداللطیف خالد چیمہ

مجلس احرار اسلام کا قیام 29/دسمبر 1929ء کو عمل میں آیا۔ اس جماعت نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفکر احرار چودھری افضل حق، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، مولانا گل شیر شہید، نواب زادہ نصر اللہ خاں، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، آغا شورش کاشمیری، جانباز مرزا رحمہم اللہ اور دیگر رہنماؤں کی غیرت مند قیادت میں تحریک آزادی کے ہنگامہ خیز دور میں سرگرم کردار ادا کیا۔ 1930ء میں محدث عصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسے میں پانچ سو علماء کی معیت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ''امیر شریعت'' منتخب کر کے بیعت کی اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کا مشن آپ کے سپرد فرمایا۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے اکتوبر 1934ء میں قادیان میں شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت قائم کیا اور دفاتر ختم نبوت کے ذریعے برصغیر میں فتنۂ ارتداد مرزائیہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ قیام پاکستان کے کے بعد 1953ء میں احرار نے تمام مکاتب فکر کو کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے تحریک ختم نبوت برپا کی اور قادیانی سازشیں ناکام ہوئیں، دس ہزار فرزندان اسلام کو شہید کر دیا گیا اور احرار پر پابندی لگا دی گئی۔ 1958ء میں حضرت امیر شریعت نے سرخ قمیض پہن کر ملتان میں احرار کی بحالی کا اعلان فرمایا اور پرچم کشائی کی۔ 1961ء میں حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شعبۂ تعلیم کا آغاز کیا۔ 1974ء میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ 1976ء میں چناب نگر (ربوہ) میں مسلمانوں کے باضابطہ پہلے اسلامی مرکز ''جامع مسجد احرار'' اور ''مدرسہ ختم نبوت'' کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ 1980ء میں حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کے مرکز ملتان میں ''مدرسہ معمورہ'' کی تشکیل نو کی اور ابتداء وفاق المدارس الاحرار کے تحت ملک بھر میں مدارس ومراکز احرار وختم نبوت کا ایک مہم کے طور پر آغاز کیا جو کہ اب شعبہ تعلیم مجلس احرار اسلام کے تحت مصروف عمل ہیں۔ 1984ء میں امتناع قادیانیت ایکٹ آرڈیننس کا اجراء ہوا۔

قائد احرار، ابن امیر شریعت، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اپنی پیرانہ سالی وعلالت کے باوجود مکمل سرپرستی فرما رہے ہیں اور انہی کی دعاؤں سے الحمدللہ! آج مختلف شہروں میں بیس سے زائد دینی مدارس ومساجد اور مراکز ودفاتر سرگرم عمل ہیں اور تعلیمی ونظریاتی اور فکری وتحریکی اور اشاعتی کام کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جا رہا ہے۔

ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت ملتان'' گزشتہ تینتیس سال سے شائع ہو رہا ہے جو علمی اور فکری محاذ پر بہترین کردار ادا کر رہا ہے۔ شعبہ دعوت وارشاد کی محنت سے گزشتہ سالوں میں متعدد مرد وزن قادیانیت و بہائیت ترک کر کے دائرہ اسلام میں آ چکے ہیں۔ قادیانیوں کی اسلام و وطن دشمن سرگرمیوں کو مسلسل بے نقاب کیا جا رہا ہے۔ ملتان مرکز کی جدید تعمیرات کا کام جاری ہے، چناب نگر (ربوہ) میں مزید وسیع جگہ کے لیے تگ و دو جاری ہے۔ میڈیا اور خصوصاً سوشل میڈیا پر کام کی رفتار پہلے سے زیادہ ہے، یہ سب امور آپ کی توجہ کے مستحق ہیں۔ رمضان المبارک تیزی سے گزر رہا ہے، اس کی بابرکت ساعتوں میں دعاؤں کا اہتمام بھی کریں اور خود بھی جماعت کے مرکزی بیت المال اور ذیلی اداروں کو مالی طور پر مضبوط بنانے کے لیے تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور اپنے ماحول میں بھی اس پر کام کریں، تاکہ یہ شمع جلتی رہے۔ اللہ تعالیٰ موجودہ وبائی مرض سے پوری اُمت کو نجات عطا فرمائیں۔ اس وبائی صورتحال کی وجہ سے ان دنوں میں جماعت اور اداروں کے ساتھ تعاون کا تناسب بہت کم ہے اس لیے مکرر درخواست ہے کہ زکوٰۃ وصدقات اور عطیات وفطرانہ کی مدات میں دل کھول کر تعاون کریں۔ مزید برآں احرار کے شعبہ خدمت خلق نے لاہور، ملتان، تلہ گنگ، چکڑالہ وغیرہ میں موجودہ وبائی مرض کے حوالے سے مستحق افراد کی اعانت کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ جبکہ کئی مقامات پر محدود اور انفرادی طور پر یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس حوالے سے بھی تعاون فرمائیں اور خصوصاً اپنے گرد ونواح میں کمزور افراد کا سہارا بنیے کہ یہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی ہے، احرار کی روایت بھی، اور وقت کی اشد ضرورت بھی۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو اس کی توفیق سے نوازیں اور قبول بھی فرمائیں، آمین یارب العالمین!

آج جبکہ ہر طرف پریشانی اور خوف کی کیفیت طاری ہے، پوری دنیا میں معیشت تباہ حالی کا شکار ہے۔ یہ سب اللہ کی ناراضی کی وجہ سے ہے۔ اس وقت رجوع الی اللہ اور رجوع الی القرآن کی ضرورت ہے۔ رمضان کی مبارک ساعتوں میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، توبہ استغفار کریں، اللہ تعالیٰ اس موذی مرض سے پوری دنیا میں موجود لوگوں کو نجات عطا فرمائیں۔ آمین

نورالعیون فی تلخیص سیرۃ الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۷)

علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ تعالیٰ مترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلحہ کا بیان:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو تلواریں تھیں، ان میں سے ایک کا نام ''ذوالفقار ہے، یہ وہ تلوار ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بدر میں مالِ غنیمت میں حجاج سہمی کی اولاد سے حاصل ہوئی۔ یہ وہی تلوار ہے جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اگلا حصہ ٹوٹا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شکست کی تعبیر لی جو غزوہ احد میں سامنے آئی۔(۱)

تین تلواریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بنی قَیْنُقاع سے ملیں، جن کے نام یہ ہیں: القلعی، البتار، اور الحتف۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تلواروں کے نام ''المخذم'' اور ''الرسوب'' بھی ہیں۔

اور ایک تلوار آپ صلی اللہ علیہ وسل کو اپنے والد ماجد کی جانب سے ترکہ میں ملی۔

ایک تلوار ''العضب''، تھی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پیش کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ''القضیب'' نامی تلوار بھی تھی، یہ اسلام میں پہلی تلوار ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار نیزے تھے، جن میں سے ایک نام ''المثنی''، اور باقی تین بنوقینقاع سے حاصل ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ''عنزہ'' نامی ایک چھوٹا نیزہ بھی تھا، جو عیدین کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اٹھایا جاتا تھا۔

ایک مِحجن (خم دار دستے والا عصا) تھا جو کہ ایک ہاتھ کے برابر تھا۔

اور ایک ''العرجون'' نامی مخصرہ (وہ عصا جس پر ٹیک لگائی جاتی ہے) تھا۔

اور ایک پتلی چھڑی تھی جس کا نام الممشوق تھا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار کمانیں اور ایک ترکش بھی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ڈھال ہدیہ کی گئی، جس پر عقاب کی شبیہ بنی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شبیہ پر ہاتھ رکھا تو خدا کی قدرت سے وہ شبیہ ختم ہوگئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی نعل اور دستہ چاندی کا تھا اوران دونوں کے درمیان چاندی کے حلقے تھے۔(۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوزرہیں تھی جوآپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنوقینقاع سے ملیں، ایک کا نام ''السغدیہ'' اوردوسری کا نام ''فضہ'' ہے۔

اسی طرح ایک ''ذات الفضول'' نامی زرہ بھی تھی، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر وغزوہ حنین کے دن پہنا۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ زرہ بھی تھی جو حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کرتے وقت پہنی تھی۔

اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ''السبوغ'' نامی خود(۳) بھی تھا۔

اسی طرح چمڑے کا ایک کمر بند بھی تھا، جس میں چاندی کے تین کڑے تھے۔

اورایک چاندی کی ڈھال تھی، جس کا کنارہ بھی چاندی کا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم سفید رنگ کا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں اوراثاثہ جات کا بیان:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سامان چھوڑا:

دو یمنی کپڑے، عمانی چادر، دوصحاری کپڑے اورایک صحاری قمیص، ایک سحولی چادر، ایک یمنی جبہ، ایک منقش جبہ، ایک سفید کمبل، سر کے ساتھ چپکنے والی تین یا چار ٹوپیاں اورورس وزعفران سے رنگا ایک لحاف۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چمڑے کی ایک چھوٹی تھیلی تھی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ، ہاتھی دانت کی بنی کنگھی، سرمہ دانی، قینچی اورمسواک ہوتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کھجور کے پتوں سے بھرا چمڑے کا بستر تھا۔

اورایک پیالہ جسے تین جگہ سے چاندی سے مضبوط کیا گیا تھا۔اوراس کے علاوہ ایک اور پیالہ بھی تھا۔

اورایک پتھر کا طشت تھا اورایک تانبے کا برتن، جس میں مہندی اوروسمہ بنایا جاتا تھا، تا کہ گرمی محسوس ہونے پر سر پر رکھا جائے۔

ایک شیشے کا پیالہ تھا اورغسل کے لیے ایک کانسی کا برتن تھا۔

ایک بڑا پیالہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر صاع (۴) کی مقدار سے نکالتے تھے اورایک پیالہ مد

(۵) کی مقدار نکالنے کے لیے تھا۔

ایک چار پائی اور ایک چادر تھی۔

اور ایک چاندی کی انگوٹھی، جس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا، جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ انگوٹھی لوہے کی تھی اور اس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی۔

شاہ حبشہ نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو سادہ موزے ہدیہ بھیجے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں پہنتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کالے رنگ کا کمبل تھا۔(۶)

اور ایک ''السحاب'' (بادل) نامی عمامہ تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہدیہ کر دیا تھا اور جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ عمامہ پہن کر آتے دیکھتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرماتے: ''تمھارے پاس علی بادل میں آئے ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روزمرہ کے لباس کے علاوہ جمعہ کے دن پہننے کے لیے دو کپڑے خاص تھے۔ (۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک رومال بھی تھا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے بعد رخ انور صاف فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے چند ایک کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات میں سے چند درج ذیل ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کا چاک کیا جانا۔

(سفر معراج کے بعد) بیت المقدس کے حالات بیان فرمانا۔(۸)

چاند کو دو ٹکڑے کرنا۔(۹)

اور جب قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ناپاک ارادہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے گھر سے نکلے تو ان کی آنکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ پائیں۔ ان کی آنکھیں پست ہوگیں اور ان کی تھوڑیاں ان کے سینوں سے جالگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر آ کر رکے اور مٹھی میں مٹی لے کر شَاھَتِ الْوُجُوْہُ پڑھ کر ان پھینک دی، ان میں سے جس جس شخص پر مٹی پڑی وہ غزوہ بدر میں مارا

گیا۔(۱۰)

غزوہ حنین کے موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر مٹی دشمن پر پھینکی تو اللہ نے ان کو شکست سے دوچار کیا۔(۱۱)

مدینہ منورہ ہجرت کے وقت غارِ ثور کے منہ پر مکڑی کا جالا بننا۔

دورانِ ہجرت جب سراقہ بن مالک (۱۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرتا آیا تو پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کا دھنس جانا۔(۱۳)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برس سے کم عمر کی بکری (جو ابھی نر سے نہیں ملی تھی) کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اس کے تھنوں کو دودھ سے بھر دیا۔

اسی طرح ام معبد کی نحیف ونزار بکری کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے تھے۔(۱۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لیے مانگی گئی دعا:

''اے اللہ عمر بن الخطاب کے قبول اسلام کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرما''۔(۱۵)

اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے کی گئی دعا کہ:

''اے اللہ علی سے سردی اور گرمی کو دور فرما دے''۔(۱۶)

(ان دعاؤں کی قبولیت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک معجزات میں سے ہے۔)

اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دکھتی آنکھوں کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک لگتے ہیں ٹھیک ہو جانا، پھر کبھی آشوب چشم نہ ہونا۔(۱۷)

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ جو لڑائی میں اپنی جگہ سے نکل کر رخسار پر آ گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس اس کی جگہ پر رکھا تو وہ پہلے سے بھی اچھی طرح کام کرنے لگی۔(۱۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تفسیر قرآن اور دین کی سمجھ کے لیے مانگی گئی دعا کی قبولیت۔(۱۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ جو ہر مقابلہ میں پیچھے رہتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے سبقت لے جانے والا ہو گیا۔(۲۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی درازی عمر اور مال واولاد میں برکت کی دعا کا قبول ہونا۔(۲۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت کی دعا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بدولت ان میں اتنی برکت پڑی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ان کھجوروں سے اپنا سارا قرضہ اتارا پھر بھی ۱۳

وسق (۲۲) کھجور بچ رہی۔(۲۳)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الاستسقاء ادا کی تو پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش رکنے کی دعا فرمائی تو اسی وقت بادل چھٹ گئے اور مطلع صاف ہوگیا۔(۲۴)

اور عتبہ بن ابی لہب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا دی اور درندوں سے چیر پھاڑ کی پیشین گوئی فرمائی تو وہ ملک شام میں زرقا کے مقام پر شیر کا لقمہ بنا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ جو آپ فرمار ہے ہیں، اس پر آپ کے پاس کوئی گواہ بھی ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہ درخت اس کی گواہی دے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور چلا آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنی رسالت کی گواہی مانگی تو اس درخت نے تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی پھر اپنی جگہ لوٹ گیا۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو درختوں کو یکجا ہونے کا فرمایا، وہ یکجا ہوئے پھر الگ الگ ہو گئے۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع حاجت کا تقاضا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ کھجور کے درختوں کے پاس جائیں اور انھیں کہیں کہ اللہ کے رسول تمہیں ایک جگہ اکٹھا ہونا کا کہہ رہے ہیں (تاکہ پردہ ہو جائے) یہ سن کر سب درخت اکٹھے ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھی صحابی سے فرمایا کہ درختوں کو اپنی جگہ لوٹنے کا کہہ دو تو وہ اپنی جگہ پر لوٹ گئے۔(۲۵)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمارہے تھے کہ ایک درخت زمین چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کھڑا ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس درخت کے بارے بتایا گیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس درخت نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ وہ خود آ کر مجھ پر سلام کہنا چاہتا ہے، چنانچہ اللہ نے اسے اجازت دی تو یہ آیا۔(۲۶)

اسی طرح بعثت کی راتوں میں شجر وحجر **السلام علیک یا رسول اللہ** کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کرتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مکہ کے اس پتھر کو اب بھی جانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔(۲۷)

کھجور کے خشک تنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونا۔(۲۸)

کنکریوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی میں تسبیح پڑھنا۔

اور اسی طرح کھانے کا بھی تسبیح پڑھنا۔(۲۹)

پکی ہوئی بکری کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتانا کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔(۳۰)

ایک اونٹ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنا کہ میرا مالک مجھ سے زیادہ کام لیتا ہے اور چارہ کم دیتا ہے۔

ایک مرتبہ رسی میں بندھی ہوئی ہرنی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کھول دیا جائے۔

حواشی

(۱) سنن ترمذی، حدیث نمبر ۱۵۶۱۔ (۲) سنن ترمذی، حدیث نمبر ۱۶۹۱، سنن ابی داوٗد، حدیث نمبر ۲۵۸۳۔ (۳) خود: لوہے کی ٹوپی جو لڑائی کے وقت سر پر پہنی جاتی تھی۔ (۴) صاع: ساڑھے تین کلو۔ (۵) مد: تقریباً ایک کلو۔ (۶) اسی کے بارے سورہ مزمل کی ان آیات میں اشارہ ہے: يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ . قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ (۷) کتاب ترکۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والسبل التی وجہہا فیہا، حماد بن اسحٰق، ص ۱۰۔ (۸) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۸۸۶، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۷۰۔ (۹) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۶۳۶، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۸۰۰۔ (۱۰) مسند الامام احمد بن حنبل، ۳۰۳/۱۔ (۱۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۷۷۷، سنن دارمی، حدیث نمبر ۲۴۵۲۔ (۱۲) اُسد الغابہ، ابن الاثیر ۲۸۲/۲۔۲۸۰۔ (۱۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۹۰۸، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۰۰۹۔ (۱۴) اُسد الغابہ، ابن الاثیر ۴۹۶/۵۔ (۱۵) سنن ترمذی، حدیث نمبر ۳۶۸۱، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۰۵۔ (۱۶) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۱۷، مسند الامام احمد بن حنبل، ۹۹/۱۔ (۱۷) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۷۰۱، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۴۰۶۔ (۱۸) اُسد الغابہ، ابن الاثیر، ۶/۳، ۷۔۴۷۴۔ (۱۹) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۴۳، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۴۷۷۔ (۲۰) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۷۱۸، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۵۷۔ (۲۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۴۳۴، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۴۸۱۔ (۲۲) وسق: دو سو دس کلو (سوا پانچ من) تقریباً۔ (۲۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۷۰۹، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۴۳۴۔ (۲۴) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۰۱۳، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۸۹۷۔ (۲۵) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۳۳۹۔ (۲۶) المنتخب من مسند عبد بن حمید، حدیث نمبر ۴۰۵۔ (۲۷) صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۷۷، سنن ترمذی، حدیث نمبر ۳۶۲۴۔ (۲۸) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۹۱۸، سنن ترمذی، حدیث نمبر ۵۰۵، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۴۱۴۔ (۲۹) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۵۷۹، سنن ترمذی، حدیث نمبر ۳۶۳۳۔ (۳۰) سنن ابی داوٗد، حدیث نمبر ۴۵۱۰۔

روزہ کے مسائل

حضرت مولانا سید اصغر حسین حسنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵ رنومبر ۱۹۶۱ میں حضرت مولانا سید اصغر حسین نور اللہ مرقدہ کے مرتبہ مکتوب شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس عاجز کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حسن اتفاق ملاحظہ کیجئے کہ ٹھیک گیارہ برس گیارہ ماہ بعد پھر یہی سعادت میرے حصہ میں آئی کہ جب سابق میں کتابوں کی گرد جھاڑ رہا تھا کہ اس میں کچھ رسائل نظر پڑے اب جو انہیں سنوار کے رکھنے لگا تو اچانک حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ فرحۃ الصائمین باصرہ نواز ہوا۔ دیکھتے ہی پھڑک اٹھا کہ آج شام ہی رمضان المبارک کی شب اول کا مطلع آغاز ہے اور آج ہی اللہ نے اس مبارک و مسعود کام کی طرف مطلع فرمایا ہے۔ فوراً ہی میرے منہ سے نکلا کہ اس رسالہ کو موقع کی مناسبت سے اشاعت پذیر ہونا چاہیے۔ مؤلف کتاب حضرت مولانا سید اصغر حسین نور اللہ مرقدہ مدرسہ عالیہ دیو بند کے جلیل القدر فرزند اور مایہ ناز مدرس تھے۔ حضرت نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے اور جس موضوع پر بھی خامہ فرسائی کی اس کا حق ادا کر دیا۔ زیر نظر رسالہ بھی ان کے اعجاز و ایجاز قلم کا کرشمہ ہے کہ چند اوراق میں روزہ کے احکام و مسائل سمو دیئے ہیں۔ اس دور میں جب کہ مسلمان گمراہی کے غاروں کی طرف سرپٹ دوڑ رہا ہے اکابر کی خیر و برکت بداماں تحریروں کا مطالعہ ہی انہیں راہ راست پر واپس لا سکتا ہے۔ بڑی بڑی کتابیں کون پڑھتا ہے۔ ایسے رسائل ہی ہیں جو فکر و عمل کی یکجائی کا سبب بن سکتے ہیں۔

انشاء اللہ یہ رسالہ ''جو بہ قامت کہتر و بہ قیمت بہتر'' کا مصداق ہے اصلاح کا حق ادا کر دے گا۔ احباب سے التماس ہے کہ رمضان پاک کی سعید ساعتوں میں دعاءِ خیر سے نوازیں۔ واللہ الموافق وھو المستعان!

خاک پائے علماء الاحناف
سید عطاء المحسن بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)
۱۹۷۳ء

☆......☆......☆

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

یَاۤاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡ کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ

حمد ہے اس ذات بے مثال ذوالجلال کو جس نے اپنی حکمت سے رمضان المبارک مقرر فرما کر ناچیز گنہگار بندوں کے لیے رحمت و مغفرت کا سامان فرمایا اور درود و سلام ہو سردارِ دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد اور

دوستوں پر جس نے ہم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے روزہ کا حکم سنایا اور سیدھا راستہ بتایا۔ اس کے بعد عرض ہے کہ رمضان المبارک کے متعلق مسائل میں اگر چہ بعض اردو کے رسالے اس سے پہلے لکھے گئے ہیں لیکن چونکہ اکثر مسائل کو تفصیل سے علیحدہ نہیں لکھا گیا اس سے عوام کو دشواری ہوتی ہے لہٰذا احقر نے حدیث وفقہ کی نہایت معتبر کتابوں سے مختصر طور پر یہ مسائل جمع کر کے بفضل خدا تعالیٰ ماہ رجب ۱۳۲۲ ہجری میں ایسی سیدھی سادی عبارت اور عام فہم طور سے لکھ دیے ہیں کہ عام مسلمانوں کو نفع ہو تو خدا تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ہمارے لیے باعث نجات بنادے۔ آمین

رمضان المبارک اور روزہ کے فضائل اور فرضیت کا بیان:

رمضان المبارک میں خدا تعالیٰ کی رحمت اہل دنیا کی طرف خاص طور سے نازل ہوتی ہے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں۔ کیسا برکت کا مہینہ ہے کہ اکثر آسمانی کتابوں کا نزول اسی ماہ میں ہوا ہے یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے صحیفے اسی مہینہ میں تیسری تاریخ کو عطا ہوئے، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور اسی مبارک مہینہ کی اٹھارہ تاریخ کو مرحمت ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت بھی چھ تاریخ رمضان کو دی گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل بھی تیرہ رمضان کو نازل فرمائی گئی اور اہل اسلام کی سب سے بڑی نعمت یعنی کلام مجید بھی اسی ماہ مبارک میں لوح محفوظ سے آسمان پر نازل کیا گیا اور پھر حسب موقع وضرورت تیئیس برس تک رفتہ رفتہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوتا رہا اور ہر رمضان المبارک میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام سے ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے۔ اور سب سے آخری رمضان المبارک میں آپ نے دو مرتبہ دور فرمایا۔ اس ماہ میں اکثر شیاطین قید ہوجاتے ہیں جس کا ظاہر اثر یہ ہے کہ گناہ اس مہینہ میں بہت ہی کم ہوجاتے ہیں۔ خصوصاً رمضان کے اخیر دنوں میں بہت ہی کم ہوجاتے ہیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ صدقات وخیرات کا ثواب اس ماہ میں معمول سے صدہا درجہ زیادہ ملتا ہے۔ رمضان کے روزے رکھنا اسلام کا تیسرا فرض ہے جو اس کا انکار کرے مسلمان نہیں رہتا اور جو شخص اس فرض کو چھوڑ دے وہ سخت گنہگار اور فاسق ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے روزے میں بے شمار حکمتیں رکھی ہیں اور اعضاء سُست ہوجاتے ہیں تو نفس کی تیزی جاتی رہتی ہے اور حرام کی طرف رغبت بہت کم ہوجاتی ہے۔ جب اعضاء میں صفائی آتی ہے تو دل بھی صاف ہوجاتا ہے غریبوں مسکینوں کی حالت کا اندازہ ہوجاتا ہے اور ان پر رحم آتا ہے ہر چیز کے لیے اس کی مناسب زکوٰۃ اور پاکی کا سامان ہوتا ہے۔ بدن کی زکوٰۃ اور پاکی کے لیے خدا تعالیٰ نے روزہ کو مقرر فرمادیا ہے چونکہ روزہ میں نفس پر سخت مشقت ہوتی ہے لہٰذا خدا تعالیٰ نے اس کو ثواب کی ایک حد مقرر فرمائی ہے مگر روزے کے ثواب کے لیے فرمادیا ہے کہ ہم خود بے حساب جس قدر ثواب چاہیں گے عطاء فرمائیں گے اور جب ایسا رحیم وکریم خود بلا حساب عطاء فرمائے گا تو لینے والا مالا مال ہوجائے گا۔ **فالحمد لله علیٰ ذالک**

روزہ میں نیت کی ضرورت کا بیان:

روزہ میں نیت شرط ہے (نیت کہتے ہیں دل کے قصد اور ارادے کو) اگر روزہ کا ارادہ نہیں کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ نہ ہوگا۔

رمضان کے روزے کی نیت آدھے دن تک کرسکتا ہے۔ نذر معین کہتے ہیں دن مقرر کرکے روزہ ماننے کو مثلاً یوں کہے کہ اس ہفتہ میں جو جمعرات آوے گی اس میں خدا کے لیے روزہ رکھوں گا اور آدھے دن کا مطلب یہ ہے کہ صبح صادق (جن کی پہلی پو پھٹنا کہتے ہیں) ہونے سے سورج چھپنے تک جس قدر فاصلہ ہو اس کے آدھے وقت تک نیت کرسکتا ہے۔ یعنی تخمیناً گیارہ بجے تک، (ٹھیک دوپہر اور زوال کا وقت ہونے سے ڈیڑھ گھنٹہ پیشتر) اس کے بعد نیت کرنے کا اعتبار نہیں۔ قضا روزے کی نیت رات سے کرنی ضروری ہے کفارہ کے روزہ کی نیت بھی رات سے ضروری ہے نذر معین کی نیت بھی رات سے ضروری ہے یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے نیت کرلے (نذر غیر معین یہ ہے کہ کوئی دن معین نہ کرے بلکہ خدا کے لیے اپنے اوپر روزے واجب کرلے یا مثلاً یوں کہے کہ اگر میرا بھائی تندرست ہوگیا تو پانچ روزے رکھوں گا) زبان سے نیت کرنی ضروری نہیں لیکن اگر چاہے تو سحر کا کھانا کھا کر اس طرح نیت کرلیا کرے۔ **بصوم غد نویت من شھر رمضان** اگر کھانا کھانے سے پہلے نیت کرلے تب بھی جائز ہے بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کرنے کے بعد کھانا پینا جائز نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے کھانا پینا جائز ہے خواہ نیت کی ہو یا نہ کی ہو، رمضان میں اگر نفل وغیرہ روزہ کی نیت کرے تو رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا نفل نہ ہوگا۔

اُن باتوں کا بیان جس سے روزہ نہیں جاتا

بھول کر کھانا پینا روزہ نہیں توڑتا۔ روزہ یاد نہ رہا اور صحبت کرلی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بلا اختیار حلق میں دھواں یا گرد وغبار یا مکھی مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ آٹا پیسنے والے اور تمبا کو وغیرہ کوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اڑ کر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کان میں پانی چلا جاوے یا خود قصداً پانی ڈال لے۔ خود بخود آجائے یا خواب میں غسل کی حاجت ہوجائے یا قے آکر خود بخود لوٹ جاوے ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا اور کچھ خلل نہیں آتا۔ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں جاتا۔ خوشبو سونگھنے سے کچھ خلل نہیں آتا بلغم دماغ سے اترا اور اس کو نگل گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ تھوڑی سی قے (یعنی منہ بھر سے کم) اگر قصداً بھی کرے تو روزہ نہیں جاتا۔ تھوڑی سی قے آئی اور قصداً الوٹا کر نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا۔ دھاگے کو ایک طرف سے پکڑے رہا اور دوسری طرف سے نگل گیا اور پھر کھینچ لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر کوئی شخص بھول کر روزے میں کھاپی رہا ہے اگر وہ قوی تندرست ہے تو اس کو یاد دلانا بہتر ہے اور اگر ضعیف وناتواں ہے تو یاد نہ دلانا چاہیے۔ اگر تل یا خشخاش کا دانہ چبالیا تو روزہ نہیں جاتا کیونکہ وہ منہ میں رہ جاتا ہے حلق میں نہیں پہنچتا۔ اگر دانتوں میں خون جاری ہو مگر حلق میں نہ جائے تو روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔ اگر خواب میں یا صحبت سے غسل کی حاجت ہوگئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہ کیا تو روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا بلکہ اگر آفتاب نکلنے کے بعد بھی غسل کرے گا جب بھی روزہ

درست وصحیح رہے گا البتہ غسل میں تاخیر کر کے نماز قضا کرنے کی وجہ سے گنہگار وعاصی ہوگا۔ اس مسئلہ کے متعلق احادیث جواب المتین کے صفحہ ۳۱ پر ملاحظہ کریں۔

بعض وہ باتیں جن سے روزہ جاتا رہتا ہے اور صرف قضاء واجب ہوتی ہے کفارہ نہیں:

کان اور ناک میں دواڈالنا، قصداً منہ بھر کے قے کرنا، حقنہ کرنا، منہ بھر کر قے آئی تھی اس کو لوٹا کر نگل جانا کلی کرتے ہوئے منہ میں پانی چلا جانا یہ سب چیزیں روزے کو توڑنے والی ہیں مگر صرف قضاء آئے گی کفارہ نہیں۔ عورت کو چھونے سے انزال ہوجائے یا بوسہ لینے سے انزال ہوجائے تو روزہ جاتا رہتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ کنکر یا لوہے تانبے کا ٹکڑا یا کچا گیہوں نگل جائے تو روزہ جاتا رہتا ہے اور صرف قضا آئے گی۔ ہاتھ سے مل کر منی نکالنا حرام ہے اور اس کی وجہ سے دنیا وآخرت میں نہایت نقصان وعذاب اور وبال پڑتا ہے اگر روزہ میں ایسا کرے گا تو روزہ جاتا رہے گا صرف قضاء واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ حقہ پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے تل یا خشخاش کا دانہ ثابت نگل جانے سے روزہ جاتا رہے گا۔ حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ واجب ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس اگر عود کی یا لوبان وغیرہ کی دھونی سلگا کر عمداً ناک یا حلق میں دھواں پہنچائے تب بھی روزہ جاتا رہے گا اور قضا واجب ہوگی اگر کسی ظالم نے قتل کا خوف دلایا یا بہت سخت مارنے سے ڈرا کر یا زبردستی منہ چیر کر کچھ کھلا پلا دیا تو روزہ جاتا رہا۔ اگر کسی نے بھول کر کھایا اور سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہوگا پھر قصداً کھالیا تو روزہ گیا اور قضا واجب ہوگی اگر کسی عورت سے زبردستی جماع کر لیا جائے تو عورت پر صرف قضا واجب ہوگی۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھائی تو قضا واجب ہوگی۔ اگر سوتے ہوئے کسی نے منہ میں پانی ڈال دیا تو صرف قضا واجب ہوگی۔ دن باقی تھا مگر غلطی سے یہ سمجھ کر روزہ کھول لیا کہ آفتاب غروب ہوگیا ہے تو صرف قضا واجب ہوگی۔ ان سب صورتوں میں کفارہ واجب نہ ہوگا۔

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا بھی واجب ہوتی ہے اور کفارہ بھی:

جان بوجھ کر بدول بھولنے کے صحبت کرنا یا کھانا پینا روزہ کو توڑ دیتا ہے اور قضا بھی لازم آتی ہے اور کفارہ بھی (اگر بھول کر یہ کام کرے تو روزہ نہیں جاتا اس کا بیان ہو چکا ہے) روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے گا۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو (یعنی اتنی قیمت کا مقدور نہیں رکھتا یا اس ملک میں غلام نہیں ملتا جیسے آج کل ہندوستان میں) تو متواتر ساٹھ روزے رکھے یعنی درمیان میں کوئی دن خالی نہ جائے۔ اگر کوئی دن چھوٹ جائے گا تو پھر تمام روزے شروع سے رکھنے پڑیں گے اگر روزہ کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے لیکن شرط یہ ہے کہ جن لوگوں کو پہلے وقت کھلایا تھا انہیں کو دوسرے وقت کھلاوے اگر ان کے سوا دوسروں کو کھلاوے گا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ اگر ایک مسکین کو برابر ساٹھ دن تک دونوں وقت کھانا کھلا دیا کرے تب بھی کفارہ ادا ہوجائے گا۔ گر جو یا خرما یا چنا دینا چاہے تو ہر مسکین کو ساڑھے تین سیر دینا پڑے گا۔ اگر ہر مسکین کو پونے دو سیر گیہوں کی قیمت دے دے تب بھی جائز ہے۔ اگر کسی

عورت نے قصداً کچھ کھالیا یا پی کر روزہ توڑ ڈالا اور پھر اسی روز حیض آ گیا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا صرف قضا واجب ہوگی۔ کسی شخص پر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوا اور پھر اسی روز بیمار ہو گیا تو کفارہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گا صرف قضا رہے گی۔ اگر مسافر اپنے وطن میں پہنچا اور اسی دن روزہ توڑ ڈالا تو صرف قضا آئے گی۔ کفارہ نہیں نابالغ لڑکا یا لڑکی یا مجنوں آدمی اپنا روزہ توڑ ڈالے تو کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ ماہ رمضان کے سوا اگر کسی اور قضا یا نذر یا کفارہ یا نفل روزے کو توڑ ڈالے تو کفارہ واجب نہیں ہوتا صرف قضا کرنا آتا ہے۔

ان باتوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا:

مسواک کرنا، سر یا مونچھوں پر تیل لگانا، آنکھ میں دوا ڈالنا مکروہ نہیں اور سرمہ لگا کر سور ہنے سے بھی روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا بعض لوگ جو روزہ میں سرمہ لگانے کو یا سرمہ لگا کر سور ہنے کو مکروہ سمجھتے ہیں غلط ہے اگر شہوت سے امن ہو یعنی یہ اندیشہ نہ ہو کر بوسہ لینے سے انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو جائے گا، تو بوسہ لینا مکروہ نہیں۔ خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں، اگر بی بی کو اپنے خاوند کا اور نوکر اپنے آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانا نمک چکھ کر تھوک دینا جائز ہے نہ روزہ جاتا ہے، نہ مکروہ ہوتا ہے۔ گرمی اور پیاس کی وجہ سے غسل کرنا اور کپڑا تر کر کے بدن پر لپیٹنا مکروہ نہیں۔

وہ چیزیں جو روزوں میں مکروہ ہوتی ہیں لیکن روزہ نہیں جاتا:

بلاضرورت کسی چیز کو چبانا یا نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا ایسی حالت میں بوسہ لینا کہ انزال کا خوف ہو یا جماع میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو قصداً تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا۔ تمام دن جنابت یعنی غسل کی حاجت میں رہنا فصد کرانا بہت پچھنے لگوانا یہ سب چیزیں مکروہ ہیں مگر روزہ ان سے نہیں جاتا۔ غیبت کرنی حرام ہے اور غیبت سے روزہ نہایت سخت مکروہ ہو جاتا ہے روزہ میں لڑنا جھگڑنا گالی دینا مکروہ ہے اگر کوئی لڑے تو اپنے دل میں خیال کر لو کہ ہم روزہ سے ہیں ہم کو لڑنا نہ چاہیے یا اس سے بھی کہہ دو کہ اس وقت ہم روزہ دار ہیں تم کو جواب نہیں دے سکتے۔ جو شخص روزہ میں غیبت بدگوئی جھوٹ فریب اور گالی کو نہ چھوڑے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کو اس کے روزے کی کچھ پروا نہیں۔ ان باتوں سے روزہ کا ثواب بہت ہی کم ہو جائے گا اور روزہ مقبول نہ ہوگا۔

وہ عذر جن سے رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو جاتی ہے:

اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو رمضان میں روزہ نہ رکھے تندرستی کے وقت قضا کر لے۔ اگر روزہ رکھنے سے مرض کے زیادہ ہونے کا خوف ہے تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے۔ جو عورت حمل سے ہو اور روزہ رکھنے سے بچے کو یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا جائز ہے۔ جو عورت اپنے یا غیر کے بچے کو دودھ پلاتی ہو اگر ضرورت سمجھے تو روزہ نہ رکھے پھر قضا کر لے۔ مسافر کو اجازت ہے کہ حالت سفر میں رمضان میں روزہ نہ رکھے سفر سے واپس ہونے کے بعد قضا کرے۔ لیکن اگر کچھ تکلیف یا دقت نہ ہو تو بہتر اور افضل یہی ہے کہ رمضان میں سفر میں روزہ رکھ لے۔ اگر کوئی

مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن کو واپس آ گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں تو اس پر واجب ہے کہ روزے کو پورا کر لے کیونکہ سفر کا عذر اب باقی نہیں رہا اگر کسی مسافر کو سفر میں روزہ رکھنے سے کچھ تکلیف نہیں ہوتی لیکن اس کے ساتھ والوں کو اس کے روزہ سے دشواری پیش آتی ہے تو افضل اس کو یہ ہے کہ یہ بھی روزہ نہ رکھے۔ واپسی کے بعد قضا کر لے۔ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت جب ہوتی ہے کہ تین روز کا سفر ہو جس کی مقدار علما نے چھتیس کوس یعنی اڑتالیس میل مقرر فرمائی ہے۔ خواہ ریل کے ذریعہ سے سفر کرے یا کسی اور سواری پر یا پیادہ پا یعنی اگر کسی تیز سواری پر یا ریل میں اڑتالیس میل دو چار گھنٹے میں چلا جائے گا تب بھی مسافر اور رخصت اس کے لیے حاصل ہو جائے گی اگر کوئی شخص اس قدر بوڑھا ضعیف ہو گیا کہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اس کو بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ ہر ایک روزہ کے بدلے میں پونے دو سیر گیہوں مسکین کو دیوے اور اگر اتفاق سے اس ضعیف بوڑھے میں اتنی طاقت آ جائے کہ روزہ رکھ سکتا ہے تو جو روزے چھوڑ دیے تھے۔ ان کی قضا لازم ہوگی اور ہر روزہ کے بدلے میں پونے دو سیر غلہ گندم یعنی فدیہ جو ادا کر چکا ہے، وہ کافی نہ ہوگا اگر کوئی شخص زبردستی کرے اور مار ڈالنے کا خوف دلائے تب بھی رمضان میں روزہ قضا کر دینا جائز ہے۔ عورت کو اپنے معمولی عذر یعنی حیض کے ایام میں روزہ رکھنا جائز ہی نہیں۔ اسی طرح پیدائش کے بعد خون آتا ہے ان ایام میں بھی روزہ جائز نہیں ہے یہ دونوں ایسے عذر ہیں کہ ان میں اگر کوئی ناواقف روزہ رکھے بھی تو ادا نہیں ہوتا بلکہ پاک ہونے کے بعد قضا کرنا چاہیے

یہاں تک ان عذر والوں کا بیان ہوا جن کو رمضان میں روزہ چھوڑ دینا جائز ہے لیکن ان لوگوں کو یہ نہیں چاہیے کہ سب کے سامنے بلا تکلف کھاتے پھریں۔ بلکہ رمضان المبارک کی تعظیم لازم ہے۔ ایک دفعہ تنہائی میں کھانے پینے کی ضرورت رفع کر کے پھر روزہ داروں کی طرح رُکے رہیں۔ اگر کسی عورت کو روزے میں حیض آ گیا تو شام تک اس کو کھانا پینا نہ چاہیے اگر چہ قضا واجب ہوگی۔ لیکن اس طرح انشاءاللہ ثواب اس روزہ کا بھی مل جائے گا۔ اگر بلا عذر کوئی شخص رمضان کا روزہ نہ رکھے تو اس کے عوض میں اگر تمام عمر بھی روزے رکھے جب بھی وہ ثواب اور فضیلت حاصل نہ ہوگی جو رمضان میں ہوتی ہے۔ البتہ قضا روزہ رکھ لینے سے فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔

روزہ توڑ دینے کا بیان:

نفل روزہ کو بلا عذر توڑ دینا بھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور قضا واجب ہوگی اور اگر خفیف سا عذر پیش آ گیا تو توڑ دینا مکروہ بھی نہیں بلکہ بعض صورتوں میں توڑنا مستحب ہو جاتا ہے اور کبھی ضروری مثلاً کوئی مہمان آ گیا جس کے ساتھ کھانا مناسب ہے تو روزہ توڑ دینا مستحب ہے یا کسی نے دعوت کر دی اگر وہاں جا کر نہ کھائے گا تو اس کو رنج ہوگا تو روزہ توڑ دینا مستحب ہے اگر اس کے رنج کا اندیشہ نہ ہو تو بھی توڑ دینا جائز ہے اور اگر کوئی مرض یا سفر درپیش آ گیا یا محنت کا کام پڑ گیا تب بھی توڑ دینا جائز ہے اور اگر ایسا مرض یا عذر پیش آ گیا کہ اگر روزہ نہ توڑنے میں ہلاکت کا اندیشہ ہے تو روزہ نہ توڑ دینا واجب لازم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان سب صورتوں میں توڑے ہوئے روزے کی قضا رکھنا واجب ہے اور فرض روزے کو بلا کسی شدید

اور قوی عذر کے توڑ نا جائز نہیں۔ اگر ایسا سخت بیمار ہوگیا کہ اگر روزہ نہ توڑے تو جان جانے کا اندیشہ ہے یا بیماری بڑھ جانے کا خوف ہے تو روزہ توڑ ڈالنا جائز ہے اگر ایسی شدید پیاس لگی، کہ روزہ تمام کرے گا تو مر جائے گا تب بھی روزہ توڑ نا جائز بلکہ واجب ہے۔ کسی جانور نے کاٹ لیا یا کوئی زخم لگ گیا تب بھی روزہ توڑ کر دوا پینا اور علاج کرنا جائز ہے ایسی سب صورتوں میں صرف قضا واجب ہے کفارہ آئے گا۔ اگر تپ روزہ کی باری کا دن تھا اور یقین تھا کہ تپ دلرزہ آئے گا اس نے پہلے ہی سے روزہ توڑ ڈالا اور پھر تپ ولرزہ نہ آیا تب بھی کفارہ نہیں صرف قضا واجب ہے دعوت ومہمان کی وجہ سے جیسے نفل روزہ توڑ نا جائز ہے فرض کو توڑ نا ہرگز جائز نہیں اگر رمضان میں ایسا کرے گا تو کفارہ واجب ہوگا جس کا بیان گزر چکا ہے۔

قضا روزے رکھنے کا طریقہ:

اگر کسی عذر سے روزے قضا ہوگئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے اجلد ادا کر لینا چاہیے کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں کیا خبر ہے کہ موت آجائے اور فرض ذمہ رہ جائے۔ مثلا بیمار کو مرض سے صحت پانے کے بعد اور مسافر کو سفر سے واپس ہونے کے بعد جلد ادا کر لینا چاہیے۔ رمضان کے روزے اگر قضا ہو گئے تو اختیار ہے کہ متواتر (یعنی لگا تار) رکھے یا جدا جدا متفرق طور پر رکھ لے۔ اگر گذرے ہوئے رمضان کے روزے کسی وجہ سے ادا نہ ہو سکے اور دوسرا رمضان آ پہنچا تو پہلے اس رمضان کو ادا کر لے جو روزے گذشتہ رمضان کے ذمہ ہیں ان کو پیچھے ادا کرے۔ اگر رمضان میں سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھا اور پھر تندرست ہونے سے پہلے مر گیا تو قضا ذمہ سے ساقط ہوگئی۔ اسی طرح اگر رمضان میں مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھا اور پھر تندرست ہونے سے پہلے مر گیا تو ذمہ سے قضا جاتی رہی۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں ادا کرنے کا وقت ہی نہیں ملا اگر سفر میں بیس روزے قضا ہوے اور واپس آ کر صرف دس روز وطن میں رہا تو دس ہی روز کی قضاء اس پر واجب رہی۔ اسی طرح اگر بیماری سے تندرست ہونے کے بعد چار دن زندہ رہا تو چار دن ہی کی قضا واجب ہوگی۔ اگر کسی شخص کے ذمہ پر روزے قضا واجب تھے اور ادا کرنے کا وقت بھی پایا مگر ادا نہیں کیا اور مر گیا تو اس کے وارثوں اور رشتہ داروں کو مناسب ہے کہ ہر ایک روزے کے بدلے پونے دو سیر گیہوں (گندم) یا ساڑھے تین سیر جو یا چنا یا مکئی جوار وغیرہ یا اسی قدر غلہ کی قیمت فقراء ومساکین کو دے دیں انشاء اللہ اس کے ذمہ سے روزہ ادا ہو جائے گا اور اگر وہ شخص مال بھی چھوڑ گیا ہو اور اپنے روزے کے عوض میں فدیہ دینے کی وصیت بھی کر گیا ہے تو وارثوں کے اوپر اس کو ادا کرنا واجب اور ضروری ہے۔

سحر کے کھانے کا بیان اور فضیلت:

روزہ کے لیے سحر کا کھانا بہت مسنون اور باعث ثواب ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت ہوتی ہے یہ ضرور نہیں کہ خوب پیٹ بھر کر کھاوے بلکہ ایک دو لقمہ یا دو چار دانے یا چھوہارے کا ٹکڑا بھی کھا لے گا تو سنت ادا ہو جائے گی۔ اس آسان اور مفید سنت کو ہرگز نہ چھوڑ نا چاہیے اس کی وجہ سے روزہ میں قوت اور تسلی رہتی ہے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ادا ہونے سے ثواب بے حساب حاصل ہوتا ہے۔ اگر چہ نصف رات گذرنے کے

بعد جس وقت کھائے گا سنت ادا ہو جائے گی لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق ہونے سے ذرا پہلے کھاوے۔ اگر سحر کھانے کو اٹھا اور شبہ ہوا کہ شاید صبح ہوگئی تو اگر غالب گمان صبح ہو جانے کا ہے تو سحر نہ کھانا چاہیے اور اگر رات ہونے کا گمان غالب ہو تو کھا لینا چاہیے۔ پھر اگر کسی وجہ سے معلوم ہو گیا کہ جس وقت کھانا کھایا صبح ہوگئی تھی تو صرف قضا واجب ہوگی مگر اس روز بھی تمام دن کچھ کھانا پینا نہ چاہیے۔ اگر صبح ہونے کا شک ہوا اور کسی جانب گمان غالب نہ ہو تو ایسی صورت میں افضل یہ ہے کہ نہ کھائے لیکن اگر کھائے گا تو روزہ ہو جائے گا اور پھر اگر کسی طرح معلوم ہو گیا کہ صبح ہوگئی تھی تو شام تک رُکنا اور قضا رکھنا واجب ہے۔

فائدہ: صبح صادق ہونے سے تقریباً ایک گھنٹہ بیس منٹ کے بعد آفتاب نکلتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد پس اگر اتفاق سے کسی روز آپ کی گھڑی غلط ہو یا یہ معلوم نہ ہو کہ کس وقت صبح صادق ہوتی ہے آپ کو اشتباہ ہو جائے کہ آج ہم نے سحر کا کھانا صبح صادق سے پہلے کھایا ہے یا پیچھے اور آج کا روزہ ہوگا یا نہیں تو اس اشتباہ اور شک کو رفع کرنے کی بہت عمدہ صورت یہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد فوراً ہی اپنے پاس یا مسجد میں یا محلّہ میں کسی کے پاس گھڑی دیکھ لو کہ اس وقت کتنا بجا ہے اور کیا وقت ہے اور پھر صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے کے منتظر رہو۔ آفتاب نکلنے کے وقت پھر گھڑی دیکھ کر حساب لگا لو کہ اس وقت کھانا کھانے کو کتنا عرصہ گزرا ہے اگر ایک گھنٹہ بیس منٹ گزر گئے یا پورا ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا۔ تو سمجھ لو کہ یقیناً روزہ ہو گیا ورنہ سمجھو کہ نہیں ہوا۔ اگر روزہ نہ ہوا جب بھی شام تک کھانے پینے سے باز رہو تو انشاء اللہ ثواب کامل ہو جائے گا۔ لیکن قضا رکھنا واجب ہوگا۔ اگر کسی مؤذن نے یا مرغ نے صبح ہونے سے پہلے اذان دے دی تو سحر کھانے کی ممانعت نہیں جب تک کہ واقع میں صبح صادق نہ ہو جائے۔ سحر کے بعد اگر منہ میں پان لے کر سو گیا جب تک حلق میں پیک پہنچنے کا یقین نہ ہو جائے صرف شک سے روزہ میں خلل نہیں آئے گا۔

روزہ افطار کرنے کا بیان:

آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنا چاہیے۔ البتہ جس روز ابر ہو اس دن کسی قدر احتیاط کے لیے دیر کرنا بہتر ہے کھجور یا خرما سے افطار کرنا مسنون اور باعث ثواب ہے۔ اگر خرما نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا چاہیے۔ آگ کی پکی ہوئی چیز (مثلاً روٹی، چاول، شیرینی وغیرہ) سے افطار کرنے میں بالکل خرابی اور نقصان روزہ میں نہیں آتا البتہ بہتر یہ ہے کہ دوسری کوئی چیز ہو اگر خرما ہو تو سب سے افضل ہے۔ روزہ افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھو۔ **اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ** اور افطار کر کے بعد یہ دعا پڑھو **ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللہ** روزہ افطار کرنے کے بعد نماز سے پہلے کلی کر لو تا کہ نماز میں کھانے کا مزا منہ میں نہ رہے، کسی کو افطار کے لیے کچھ کھانا یا خرما وغیرہ دے کر روزہ افطار کرانے سے اسی قدر ثواب ملتا ہے جس قدر روزہ رکھنے سے۔ اگر تم کو کوئی شخص افطار کے لیے کچھ دے تو لے لو کیونکہ اس سے تمہارے ثواب میں کچھ کمی نہیں آتی اس کو ثواب حاصل ہو جاتا ہے پھر تم کیوں

بخل کرتے ہو۔البتہ رشوت خوار سودخور کی افطاری سے روزہ افطار نہ کرنا ورنہ ثواب کم ہوجائے گا اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے میں مغرب کی نماز و جماعت میں دس بارہ منٹ کی تاخیر کر دیں تو کچھ مضائقہ نہیں یہ مسئلہ حدیث سے ثابت ہے اور اسی پرعمل تھا ہمارے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کا۔

نماز تراویح کا بیان:

جوشخص رمضان کے روزے رکھے اور شب کو حسب طاقت عبادت کرے صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لیے تو اس کے تمام پہلے کیے ہوئے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ رمضان المبارک میں عشاء کی فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح مسنون ہے خود جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چند روز تراویح با جماعت ادا فرمائی ہے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ نے بھی تراویح پڑھی ہے (بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ تراویح کی بیس رکعت بدعت ہے یہ غلط ہے) بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا نہ کسی حدیث سے ثابت ہے نہ کسی امام کا قول ہے نہ کسی مجتہد کا بارہ یا آٹھ رکعتوں کا جو احادیث میں ذکر ہے وہ تہجد کی نماز ہے۔تراویح کو اس سے کچھ علاقہ نہیں (تراویح بیس سے کم کہیں ثابت نہیں) تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔اگر تمام اہل محلّہ جماعت چھوڑ دیں اور تنہا تنہا مکان میں پڑھا کریں تو سب گنہگار ہونگے اگر محلّہ کی مسجد میں جماعت ہوتی ہے لیکن ایک شخص تنہا گھر میں اپنی تراویح علیحدہ پڑھتا ہے تو سنت ادا ہوجائے گی لیکن بہت بڑا ثواب اور فضیلت ہاتھ سے جاتی رہی۔تمام رمضان میں ایک قرآن شریف ضرور ختم کر دینا چاہیے تین دن سے کم میں ایک قرآن تراویح میں ختم کرنا اچھا نہیں۔اگر تروایح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو ان چار رکعتوں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہیے چار نہ سمجھنا چاہیے۔اگر امام بیٹھ کر تراویح پڑھاوے اور مقتدی کھڑے رہیں تو جائز ہے۔اگر ایک حافظ ایک مسجد میں بیس رکعت تراویح پڑھا چکا ہے اور وہی حافظ دوسری مسجد میں تراویح پڑھا دے تو جائز ہے مگر اچھا نہیں بعض لوگوں کے نزدیک اس طرح سنت ادا نہ ہوگی۔

جس شخص کی دو چار رکعتیں تراویح کی رہ گئی ہوں، وہ اگر وتر پڑھ لے اور پھر اپنی چھوٹی ہوئی تراویح ادا کر لے تو درست ہے۔جوشخص وتر کی جماعت میں دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہو جب امام دعاءِ قنوت پڑھے تو وہ بھی پڑھ لے اور جب امام کے بعد اپنی رکعتیں ادا کرے تو ان میں صرف الحمد اور سورت پڑھے لیکن اگر غلطی سے اس نے دوبارہ بھی دعا قنوت پڑھ لی تو نماز میں کچھ خلل نہ آئے گا۔ جو حافظ روپیہ کے خیال سے تراویح میں قرآن مجید ختم کرتا ہے اس کے پیچھے پڑھنے سے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھانے والے کے پیچھے پڑھنا بہتر ہے جو مال کی طمع سے نہ پڑھتا ہو۔اور اگر اجرت مقرر کر کے حافظ سے تراویح میں قرآن سنا جائے تو کسی کو ثواب نہیں ہوتا، نہ امام کو نہ مقتدی کو قرآن کو اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں بڑا گناہ ہے اس صورت میں نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدیوں۔قوی اور بہت صحیح قول یہ ہے کہ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔

اعتکاف کا بیان:

رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے۔ اگر سارے محلّہ یا تمام بستی میں سے کوئی شخص بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمہ ترک سنت کا وبال رہتا ہے۔ اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ نیت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے ضروری حاجت اور غسل وضو کے لیے باہر نہ آنا خاموش رہنا۔ اعتکاف میں بالکل ضروری نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ البتہ نیک کلام کرنا اور بدکلامی لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہیے۔ اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں۔ بلکہ نماز وتلاوت قرآن یا پڑھنا پڑھانا جو عبادت دل چاہے کرتا رہے۔ اعتکاف اس مسجد میں ہوسکتا ہے جس میں پنج گانہ نماز باجماعت ہوتی ہو۔ جمعہ کی نماز کے لیے اندازہ کر کے ایسے وقت چلا جاوے، کہ جامع مسجد میں جا کر سنتیں پڑھ لے اور خطبہ سُن لے۔ اگر کچھ زیادہ دیر لگ جائے گی تو اعتکاف میں نقصان نہ آئے گا اور اگر جامع مسجد ہی میں اعتکاف کرے تو بہت افضل ہے۔ اگر بلا ضرورت طبعی وشرعی ایک منٹ کو بھی مسجد سے باہر چلا جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا خواہ بھول کر نکلے یا عمداً اگر اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جاوے اور جب عید کا چاند نظر آجائے تب اعتکاف سے باہر ہو۔

شب قدر کا بیان:

لیلۃ القدر نہایت قدر والی رات ہے چونکہ اس امت کی عمریں بہت چھوٹی ہوتی ہیں اس لیے خداتعالیٰ نے ایک شب ایسی مقرر فرمادی کہ جس میں عبادت کرنے کا ثواب ہزار مہینے کی عبادت سے بھی زیادہ ہے (ہزار مہینہ کے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں) لیکن اس کو پوشیدہ رکھا تا کہ لوگ اس کی تلاش میں کوشش کریں اور ثواب بے حساب پائیں۔ تمام رمضان کی راتوں میں اس کو تلاش کرنا چاہیے خصوصاً آخری عشرہ میں اکیس، پچیس، ستائیس، انتیسویں شب میں زیادہ احتمال ہے لہٰذا ان راتوں میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہیے۔ اگر تمام رات جاگنے کی طاقت نہ ہو یا خوف بیماری کا ہو یا اپنے ضروری کام کے حرج کا خیال تو جس قدر طاقت ہو شب بیداری کرے نفل نماز پڑھے یا قرآن مجید پڑھے یا اور کسی قسم کی عبادت کرے شب قدر میں کسی چیز کا نظر آنا ضروری نہیں اور اگر کبھی نور اور تجلی نظر پڑے تو کچھ بعید بھی نہیں۔

نفل روزہ کا بیان اور شش عید کا ذکر:

رمضان کے بعد سب سے زیادہ افضل روزے عشرۂ محرم کے ہیں اس لیے اس عشرہ میں جس قدر روزے رکھنے کی ہمت ہو رکھے ورنہ نو اور دس تاریخ کو تو ضرور ہی رکھے اور اگر صرف ایک رکھنا چاہے تو دسویں کو رکھے اس روزہ رکھنے کے متعلق احادیث میں بہت فضیلت اور ثواب دار ہوا ہے۔ ذی الحجہ یعنی بقرعید کے مہینہ میں اوّل تاریخ سے نو تک جس قدر طاقت ہو روزے رکھے ورنہ صرف نویں کو رکھے ماہ شوال یعنی عید کے مہینہ میں اگر چھ روزے رکھے تو بہت ثواب حاصل ہو۔ ان روزوں کو ماہ شوال میں ختم کر دینا چاہیے بس اور کوئی شرط نہیں خواہ ایک دفعہ برابر چھ روزے متواتر رکھ لے یا متفرق

طور پر جدا جدا یہ بھی ضرور نہیں کہ عید کے اگلے روز ضرور رکھے بلکہ جب چاہے ادا کرے ماہ شوال میں چھ روزے پورے ہو جائیں۔ یہ ہی روزے اکثر جگہ شش عید کے روزوں کے نام سے مشہور ہیں۔ شعبان کی چودہ پندرہ کو نفل روزہ رکھنا بھی بہت ثواب رکھتا ہے۔ اگر دو نہ رکھ سکے تو صرف پندرہ کو ایک روزہ رکھ لے اور ہر جمعرات اور دوشنبہ کو روزہ رکھنا بھی مسنون ہے اور ہر ماہ کی تیرہ چودہ پندرہ تاریخ کو بھی روزہ رکھنا بھی مسنون ہے۔ اسی کو ایام بیض کے روزے کہتے ہیں اور نفل روزہ کے شائق کے لیے یہ بہت اچھی صورت ہے اس طرح مہینے بھر کے روزوں کا ثواب ہو جائے گا۔ حدثیوں میں اس طرح نفل روزہ رکھنے کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ اگر عورت کا خاوند موجود ہو تو اس کو چاہیے کہ نفل روزہ خاوند کی اجازت لے کر رکھے۔

مکروہ اور حرام روزوں کا بیان:

آدھا شعبان گزر جانے کے بعد نفل روزے مکرہ ہیں۔ لیکن اگر کسی کے ذمہ قضا روزے ہوں تو ان کو ادا کر لینے میں کچھ مضائقہ نہیں اسی طرح اپنی معمولی عادت کے نفل روزے رکھنے مکروہ نہیں مثلاتم دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہو تو اب پندرہ شعبان کے بعد اپنی عادت کے موافق دوشنبہ اور جمعرات کو روزہ رکھنا مکروہ نہ ہوگا ابر وغیرہ کی وجہ سے جس روز رمضان ہونے نہ ہونے میں شک ہو، عام لوگوں کو روزہ نہ رکھنا چاہیے بلکہ دس بجے تک انتظار کر کے کھا پی لینا چاہیے۔ تمام سال برابر نفل روزے رکھنا بھی مکروہ ہے اگر بہت شوق ہو تو ایک روزہ افطار کر دو اور ایک دن روزہ رکھو شوال کی پہلی تاریخ یعنی عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اور ذی الحجہ کی دسویں گیارھویں، باھویں، تیرھویں، یعنی بقر عید کو اور اس کے تین روز بعد تک بھی روزہ رکھنا حرام ہے۔

صدقۃ الفطر کا بیان:

صدقہ الفطر اس شخص پر واجب ہے کہ اس کے پاس ساڑھے باون روپے نقد یا اس سے زیادہ ہوں یا زیور یا کوئی مال، زمین جائیداد یا تجارت کا مال ساڑھے باون روپے یا اس سے زیادہ قیمت کا ہو (صدقہ فطر واجب ہونے میں یہ شرط نہیں کہ سال بھر گذر جائے پس جس شخص کی ملک میں مال ہو جس کا ذکر کیا گیا ہے تو اس کو اپنی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے اور اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے بھی بڑی (یعنی بالغ) اولاد کی طرف سے باپ پر صدقہ فطر واجب نہیں۔ اگر خود ان کی ملک میں مذکورہ بالا مقدار کا مال ہو تو ان پر واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ بی بی کا فطرہ خاوند کے ذمہ واجب نہیں لیکن اس زمانہ میں مناسب یہ ہے کہ اگر زوجہ کے پاس مال ہونے کی وجہ سے صدقہ واجب ہو تو خاوند اس کو ادا کرے اور اگر خاوند ادا نہ کرے تو عورت کو خود فکر چاہیے۔ اگر کسی کے پاس رہنے سے زائد مکان دکان ہوں اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے جس شخص کے ذمہ اتنا قرض ہو کہ اگر اس کے ادا کرنے کا حساب لگایا جائے تو تمام مال صرف ہو کر ساڑھے باون روپے کی مالیت سے بھی کم رہ جائے۔ یا کچھ بھی نہ رہے تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں۔ صدقہ فطر ایک آدمی کی طرف سے پونے

دوسیر گیہوں لو یا ساڑھے تین سیر جو یا چنا وغیرہ دینا چاہیے۔

فائدہ: جو کے سوا جو دیگر اقسام کے غلے اور اناج ہیں مثلاً چنا، مٹر، مکئی، جوار، ماش، مسور وغیرہ وہ بھی اگر گندم سے دو چند ادا کر دئے جائیں تو صدقۃ الفطر ادا ہو جائے گا۔ یعنی ایک شخص کی طرف سے ساڑھے تین سیر دینا کافی ہوگا، لیکن بہتر اور پُر احتیاط طریقہ یہ ہے کہ گندم اور جو کے سوا تمام غلوں کو قیمت کے حساب سے دیا جائے۔ جتنی قیمت کو پونے دوسیر گندم آتی ہو اسی قیمت کا دوسرا غلہ دے دے۔ مثلاً پونے دوسیر گندم تین آنے کے آتے ہیں اور اس کے گھر میں چنا یا مکئی یا چاول موجود ہے اسی میں صدقہ فطر ادا کرنا چاہتا ہے تو تین آنے کی جس قدر مکئی بازار میں ملتی ہو اسی قدر صدقہ میں ادا کرے یا تین آنے کا جس قدر چنا فروخت ہوتا ہو اسی قدر ادا کرے علیٰ ہذا القیاس اگر چاول دینا چاہے تو تین آنے کے جس قدر ملتے ہوں اسی قدر دے دے اور اگر دو آنے کے پونے دوسیر گیہوں ملتے ہوں تو دو آنے میں جس قدر چنا مکئی چاول وغیرہ بازار میں ملتے ہوں اسی قدر ادا کر دینا کافی ہوگا۔ اگر خود سمجھ میں نہ آوے تو کسی عالم کو کتاب دکھلا کر سمجھ لینا چاہیے۔ اگر اسی قدر غلہ کی قیمت دے دے تب بھی جائز ہے۔ صدقہ فطر ایسے لوگوں میں تقسیم کرو، جو مفلس محتاج ہوں۔ اگر تمہارے عزیز ورشتہ دار غریب و مفلس ہوں، تو ان سے زیادہ کوئی مستحق نہیں۔ امامت یا اذان کے عوض میں صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ صدقہ فطر کی قیمت مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں۔ چند آدمیوں کا فطرہ ایک محتاج کو دے دینا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک آدمی کا فطرہ کئی آدمیوں میں تقسیم کر دو۔ صدقۃ الفطر عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا چاہیے جو بہت ثواب رکھتا ہے جو شخص عید کے دن صبح صادق سے پہلے مر جائے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہوتا۔ صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے روزے رکھنا شرط نہیں بلکہ جس نے غفلت سے یا کسی عذر سے روزے نہ رکھے ہوں، وہ بھی صدقہ فطر ادا کرے۔ اور اگر باپ مالدار ہو تو چھوٹے بچوں کی طرف سے بھی ادا کرے۔ اگر چہ بچوں نے روزہ نہ رکھا ہو۔

رمضان المبارک اور عید کا چاند دیکھنے کا بیان:

مسنون یہ ہے کہ شعبان کا چاند خوب غور و تلاش کر کے تاریخ کی تحقیق کر لیں تا کہ رمضان کے چاند میں آسانی رہے اور پھر انتیس تاریخ کو غور سے چاند دیکھیں۔ اگر نظر آ جائے تو اگلے روز۔ روزہ رکھیں اور اگر نظر نہ آوے، تو تمیں روز شعبان کے پورے کریں پھر رمضان کا روزہ شروع کریں۔ اگر انتیس کو گرد و غبار ابر وغیرہ ہو تو ایک شخص بھی چاند دیکھنے کا اقرار کرے خواہ مرد ہو یا عورت، حُر ہو یا غلام تو اس کی گواہی قبول کر کے اگلے روز روزہ رکھنا چاہیے مگر شرط یہ ہے کہ گواہی دینے والا مسلمان ہو اور فاسق اور بدکار نہ ہو۔ اگر ابر وغیرہ نہ ہو تو بہت سے آدمیوں کا دیکھنا معتبر ہوگا۔ جن کے دیکھنے اور خبر دینے کے بعد کچھ شک وشبہ نہ رہے۔ دو چار کا یا ایک کا اعتبار نہ ہوگا۔ رمضان کے انتیس یعنی عید کے چاند کے روز اگر گرد و غبار ابر ہو تو دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اگر کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے تو ان کی گواہی کا اعتبار کر کے عید کر لینا چاہیے۔ شرط وہی ہے کہ مسلمان ہوں اور فاسق بدکار نہ ہوں۔ اور اگر ابر نہ ہو تو اتنی جماعت کا دیکھنا معتبر

ہوگا جن کے بیان کرنے کے بعد شک وشبہ نہ رہے۔ اگر کسی نے رمضان کا چاند دیکھا اور کسی وجہ سے اس کی گواہی مقبول نہ ہوئی تو اس کو روزہ رکھنا چاہیے اگر عید کا چاند دیکھا اور گواہی اس کی منظور نہ ہوئی تو اس کو عید کرنا جائز نہیں بلکہ یہ بھی روزہ رکھے اور سب کے ساتھ عید کرے۔ اگر رمضان کی تیس کو یقینی معلوم ہو گیا کہ کل چاند ہو گیا، تو روزہ افطار کر ڈالنا چاہیے اگر چہ شام ہی کو خبر آوے۔ کیونکہ عید کا روزہ حرام ہے۔ اگر ایسے وقت معلوم ہوا ہے کہ لوگ عید کی نماز کے لیے جمع ہو سکتے ہیں تو اسی روز نماز پڑھیں اور اگر اتنی مہلت اور موقع نہیں تو اگلے روز نماز ادا کریں۔

اکتیس روزہ کا مسئلہ:

مسئلہ عجیبہ: ایک شخص نے رمضان کا چاند دیکھا گواہی اس کی کسی سبب سے مقبول نہ ہوئی مگر اس نے قائدہ شریعت کے موافق روزہ رکھ لیا اور سب لوگوں کا رمضان ایک روز بعد شروع ہوا رفتہ رفتہ اس کے تیس روزے ہو گئے اور سب کے انتیس ہوئے ہیں اور چاند نظر نہ آیا تو اب اس کو چاہیے کہ اگلے روز بھی روزہ رکھے۔ اس طرح اکتیس روزے رکھے اور سب کے ساتھ عید کرے۔

عید کا بیان اور نماز کی ترکیب:

غسل کرو، کپڑے اچھے پہنو اور خوشبو میسر ہو تو لگاؤ نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرو۔ نماز کے لیے سویرے عید گاہ جاؤ جس راستہ سے گئے تھے اسے چھوڑ کر دوسری راہ سے واپس آؤ۔ عید کے روز جس قدر خیرات صدقات کرنے کی طاقت ہو کرو اور غریبوں کی خبر لو مفلسوں کی مدد کرو

نماز کی آسان ترکیب:

یہ ہے کہ جب امام کھڑا ہو تو تم بھی کھڑے ہو کر زبان سے یا صرف دل سے یہ نیت کرو کہ عید کی نماز معہ چھ تکبیروں کے خدا کے واسطے امام کے پیچھے پڑھتا ہوں۔

اول دفعہ اللہ اکبر سن کر تم بھی اللہ اکبر کہو اور ہاتھ باندھ لو اور تمہید یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھو اور دوسری دفعہ اللہ اکبر سن کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دو۔ تیسری دفعہ اللہ اکبر سُن کر پھر اسی طرح کرو، چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر کان تک ہاتھ اٹھا کر باندھ لو اور جس طرح ہمیشہ نماز میں رہتے ہو۔ دوسری رکعت میں جب امام صورت ختم کرے گا تب اللہ اکبر کہے گا۔ اسی وقت تم اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھاؤ اور چھوڑ دو، دوسری دفعہ پھر ایسے ہی کرو اور تیسری دفعہ بھی ایسے ہی کرو۔ ان تینوں دفعہ ہاتھ نہ باندھو۔ چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ باقی نماز حسب دستور تمام کرو اور خطبہ سن کر واپس آجاؤ اور خداوند تعالیٰ کا شکر کرو جس کی توفیق سے عبادت تمام ہوئی۔

نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ

مولانا اعجاز صمدانی

(الف) وہ اثاثے جن پر زکوٰۃ واجب ہے:

(۱) سونا (خواہ کسی شکل میں ہو)---------------------------------------مثلاً اِس کی قیمت:-/50,000

(۲) چاندی (خواہ کسی شکل میں ہو)---------------------------------------//-----------10,000/-

(۳) مالِ تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا ہوا مال، مکان، زمین [۱] ------------------- -/300,000

(۴) بینک میں جمع شدہ رقم--- -/100,000

(۵) اپنے پاس موجود نقد رقم--- -/100,000

(۶) ادھار رقم (جس کے ملنے کا غالب گمان ہو)

خواہ نقد رقم کی صورت میں دی ہو یا مالِ تجارت بیچنے کی وجہ سے واجب ہوئی ہو-------------- -/50,000

(۷) غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ سے)-- -/10,000

(۸) کمپنی کے شیئرز جو تجارت (Capital Gain) کی نیت سے خریدے ہوں۔

ان کی پوری قیمت (موجودہ مارکیٹ ویلیو)-- -/50,000

(۹) جو شیئرز نفع (Dividend) کی غرض سے خریدے گئے، ان میں کمپنی کے نا قابل زکوٰۃ اثاثے (Operating Assets) جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کیا جا سکتا ہے۔

(اور بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً ان کی پوری قیمت لگائی جائے)------------------------------- -/50,000

(۱۰) بچت سٹرفکیٹ جیسے FEBC, NDFC, NIT (صرف اصل رقم پر زکوٰۃ ہوگی) [۲]--- -/100,000

(۱۱) کسی جگہ اپنی امانت رکھوائی ہوئی رقم، سونا، چاندی، مال تجارت------------------------- -/10,000

(۱۲) کمیٹی (بیسی) میں اپنی جمع شدہ رقم۔ (جبکہ بیسی وصول نہ ہوئی ہو)---------------------- -/10,000

---

(۱) اگر بیچنے کی نیت نہ ہو بلکہ کرایہ پر دے کر کمانے کی نیت ہو یا ویسے ہی سرمایہ محفوظ کرنے کے لیے کوئی جائیداد خریدی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۲) اگرچہ موجودہ حالات میں ان کا خریدنا جائز نہیں۔

(۱۳) خام مال جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لیے خریدا گیا------------------------ 200,000/-

(۱۴) تیار شدہ مال کا اسٹاک-- 20,000/-

(۱۵) کاروبار میں شراکت کے بقدر حصہ (قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت مع نفع)---------------- 50,000/-

کل مالِ زکوٰۃ کی مالیت رقم کی شکل میں--------- 11,10,000/-

(ب) جو رقم منہا کی جائے گی:

(۱) واجب الاداء قرضہ (۱)--------------------------------مثلاً------------------ 10,000/-

(۲) کمیٹی (بیسی) کے بقایاجات۔ (اگر یہ کمیٹی مل چکی ہو)---------//----------------- 100,000/-

(۳) یوٹیلیٹی بلز جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکے ہوں------//------------------- 10,000/-

(۴) پارٹیوں کی ادائیگیاں جو ادا کرنی ہوں---------------------//----------------- 100,000/-

(۵) ملازمین کی تنخواہیں، جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہوں------------------ 100,000/-

(۶) گزشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم، اگر ابھی تک ذمہ باقی ہو-------------------------------- 10,000/-

(۷) قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں----------------------------------- 10,000/-

---

وہ کل رقم جو منہا کی جائے گی---------- 3,80,000/-

کل مالِ زکوٰۃ (رقم)------------- 11,10,000/-

وہ رقم جو منہا کی جائے گی------------ 3,80,000/--

وہ رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے--------- 7,80,000/-

مقدار زکوٰۃ: (قابلِ زکوٰۃ رقم کو چالیس پر تقسیم کریں)------------ 18,250/-

نوٹ: یہاں تمام رقوم کو بذریعہ مثال واضح کیا گیا ہے۔ آپ اپنے اموال کی حقیقی قیمت درج کر کے مندرجہ بالا طریقہ اختیار کریں۔ آپ ان اموال کی قیمت درج فرمائیں جو آپ کے پاس موجود ہوں اور مذکورہ نمونے کے مطابق زکوٰۃ کا حساب نکالیں۔

---

(۱) البتہ وہ بڑے بڑے پیداواری قرضے جن سے ناقابلِ زکوٰۃ اموال خریدے جائیں، منہا نہ ہوں گے۔ (اسلام اور جدید معیشت وتجارت ص۹۴)

مقامِ صحابہؓ

حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ دنیا دارالعمل ہے۔ ہست ونیست کی اس رزم گاہ میں قدم قدم پر انسان کو آزمائش اور امتحان سے گزرنا پڑتا ہے۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَ کُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً (سورۃ الملک: ۲)

اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔

امتحان کوئی سا ہو، اس میں کامیابی کا بھی امکان ہوتا ہے اور ناکامی کا بھی۔ مثل مشہور ہے **عند الا متحان یکرم الرجل اویھان** مگر وہ خوش نصیب انسان، جنہیں ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی سعادت میسر آئی اور ایمان کی دولت ہمراہ لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے جنہیں صحابہ یا اصحاب کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ان حضرات نے جس انقیاد واطاعت، تسلیم ورضا، سرافگنی اور جاں فروشی کا ثبوت دیا اس کی وجہ سے انہیں کامیابی ہی کامیابی نصیب ہوئی۔

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْ بَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (الحجرات :۳)

وہی ہیں، جن کے دلوں کو اللہ نے آزمالیا ہے تقویٰ کے لیے ان کے لیے بخشش اور بہت بڑا ثواب ہے۔

انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضامندی اور خوشنودی کا سرٹیفکیٹ ملا

اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَ وَّلُوْ نَ مِنَ الْمُھٰجِرِ یْنَ وَالْاَ نْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (التوبہ)

جو لوگ سبقت کرنے والے ہیں مہاجرین اور انصار میں سے، اور جو لوگ نیکی میں ان کے پیچھے پیچھے چلے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔

پھر اس خوشنودی اور رضامندی کے نتیجے میں انہیں من پسند اور لازوال نعمتوں کے گھر (یعنی بہشت) کا مژدہ سنایا گیا۔

یُدْ خِلُھُمْ جَنٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَ نْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُولٰئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلاَ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃ المجادلہ)

اللہ تعالیٰ انہیں ایسی بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے خوش ہوئے وہ اللہ کا گروہ ہے۔ سن لو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

پھر یہی نہیں کہ وہ خود ہی کندن بن گئے، بلکہ انہوں نے پارس کے پتھر کا کام دیا۔ جو ان سے جڑ گیا، وہ بھی زر خالص بن گیا یہ سب نتیجہ تھا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی اطاعت وفرماں برداری کا۔

صحابہ کرامؓ میں فرقِ مراتب:

یوں تو صحابہ کرامؓ سب کے سب وہ مثالی انسان تھے، جو نبوت کے نیر اعظم سے نورانیت حاصل کر کے سپہر علم وعمل پر طلوع ہوئے اور انہوں نے دنیا کو تابانی بخشی۔

آج ان ذروں کو بھی ناز اپنی تابانی پہ ہے
تیرے در کا نقش سجدہ، جن کی پیشانی پہ ہے

مگر کتاب وسنت کی رو سے پھر ان میں فرق مراتب پایا جاتا ہے چنانچہ قرآن پاک کی رو سے وہ صحابہؓ جو فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے انہیں بعد والوں پر برتری حاصل ہے

ارشاد ربانی ہے:

لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ م بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّ عَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (سورة الحديد)

تم میں سے وہ لوگ، جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑے، وہ برابر نہیں ہیں۔ وہ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں، جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ (ویسے) ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔

پھر فتح مکہ سے پہلے والوں میں بھی کئی مدارج ہیں سب سے اونچا درجہ اصحاب بدر کا ہے، پھر اصحاب احد کا، بعد ازاں اصحاب حدیبیہ کا، (جنہوں نے بیعت رضوان کی) انہی مدارج اور مراتب کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے حق میں بشارتیں سنائی ہیں یہ بشارتیں دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ جو عمومی اور اجتماعی نوعیت کی ہیں دوسری وہ جو خصوصی اور انفرادی شکل کی ہیں چند عمومی بشارتیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

تمام صحابہؓ کے بارے میں عمومی بشارت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لاتمس النار مسلماً رآنی اورأی من رآنی (ترمذی شریف (ص ۲۲۶ ج ۲)

کسی ایسے مسلمان کو، جس نے مجھے دیکھا، جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی اور نہ اس کو جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن حزم سے نقل کرتے ہیں

الصحابة كلهم من اهل الجنة قطعا: صحابہ سب کے سب یقینی طور پر جنتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَايَسْتَوِیْ مِنْكُمْ ......اَلْحُسْنٰى اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَايَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِیْ مَااشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُوْنَ لَايَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰئِكَةُ (الحج)

(آگے سورہ حدید کی مندرجہ بالا آیت نقل کی ہے) جن لوگوں کے بارے میں ہماری طرف سے بھلائی (کا وعدہ)

پیشگی ہوچکا ہے، وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔ اس کی بھنک تک نہیں سنیں گے اور وہ اپنی من پسند نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (قیامت کے دن کی) بڑی گھبراہٹ انہیں پریشان نہیں کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ فثبت

ان الجمیع من اھل الجنة وانه لاید خل النار احد منهم (الاصابه ص ۱۰ ج ۱)

تو ثابت ہوگیا کہ سب کے سب صحابہ جنتی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی آگ میں نہیں جائے گا۔

ایک کور چشم کے لیے حسن و جمال کی پوری کائنات معطل ہے۔ پھولوں کی رنگت، کوہ کی بلند قامتی، سمندر کی پہنائی، صحرا کی وسعت اور طیور کی خوبصورتی سب بے کار اور بے معنی ہیں۔ ایک بہرے کے لیے بلبل کے گیت، کوئل کی کوکو، فاختہ کی خوش الحانی اور قمری کے نغمے سب لغو اور لاحاصل ہیں۔ اسی طرح اگر کسی عقل کے اندھے کو حضرات صحابہ کے محاسن اور کمالات نظر نہیں آتے تو اس کے بارے میں اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ؟

اگر نوجوان طلباءِ علم یورپ سے درآمد شدہ ہسٹری کو پڑھ کر یا بدنیت مصنفین کی لکھی ہوئی تاریخ کو پڑھ کر اپنے دلوں میں حضرات صحابہ کے حق میں کچھ بدگمانی رکھتے ہیں تو ہم ان سے کہیں گے۔

جمال وحسن یوسف راچہ مے دانند اخوانش
زلیخا را بپرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد

حسن یوسف کی دلفریبیوں کے بارے میں پوچھنا ہو تو ان کے بھائیوں سے نہ پوچھو، زنانِ مصر کو چھیڑ کر دیکھو جو ایک جھلک دیکھتے ہی اپنے ہاتھ کٹوا بیٹھی تھیں۔ صحابہ کے حالات مسلمان سیرت نگاروں سے پوچھو نہ کہ مغربیت زدہ مصنفین سے۔

اصحاب حدیبیہ کے بارے میں بشارت:

حدیبیہ کے مقام پر تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہؓ نے ایک درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی۔ ان حضرات کو اصحاب حدیبیہ بھی کہا جاتا ہے اصحاب بیعت الرضوان بھی اور اصحاب الشجرہ بھی ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لایدخل النار ان شاء الله من اصحاب الشجرة احد الذین بایعوا تحتها (مسلم: ص ۳۰۳ ج ۲ ترمذی ص ۲۲۶ ج ۲)

جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان شاء اللہ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔

ترمذی شریف میں ایک اور حدیث ان الفاظ سے موجود ہے

لید خلن الجنة من بایع تحت الشجرة الاصاحب الجمل الا حمر (ترمذی ص ۲۲٦)

جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی وہ ضرور بہشت میں داخل ہوں گے، لیکن سرخ اونٹ والانہیں ہوگا۔

یہ سرخ اونٹ والا ایک منافق تھا اور اس نے بیعت بھی نہیں کی تھی، حالانکہ وہاں موجود تھا مؤرخین نے اس کا نام جد بن قیس بتایا ہے یہ ایک اونٹ کی اوٹ میں چھپ رہا تھا۔

اصحاب بدر کے بارے میں:

بدر کا معرکہ، پہلا معرکہ ہے جس میں مسلمان، مشرکین کے مقابلے میں صف آراء ہوئے۔ وہ لوگ مسلمانوں کے مقابلے میں تعداد کے لحاظ سے سہ چند تھے، جنگی ساز وسامان سے لیس تھے جبکہ ادھر مجاہدین کی تعداد کم تھی اور سامان نہ ہونے کے برابر بظاہر کوئی امید افزا چیز نہ تھی توحید کے علم بردار صرف دلوں میں ایمان لے کر اللہ کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے میدان میں اترے تھے۔ جنگ ہوئی اور پوری آب وتاب سے ہوئی۔ حق کو فتح ہوئی اور باطل کو شکست قرآن پاک میں اس دن کا نام یوم الفرقان رکھا گیا ۳۱۳ صحابہ کرام (ا) جو اس غزوہ میں شریک ہوئے خاص شان کے مالک شمار ہوتے ہیں کتب حدیث میں کسی صحابی کے بارے میں و کان بدر یا لکھا ہوا ہو تو یہ اس کی عظمت شان کی دلیل ہوگی اور اس کی منقبت کا بیان۔ قرآن مجید میں ایک پیغمبر حضرت شموئیل علیہ السلام کے جہاد کا ذکر ہے جس میں جناب طالوت کو حاکمانہ اختیار ملے تھے اس میں بھی مجاہدین کی تعداد ۳۱۳ تھی۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ ایک بدری صحابی ہیں۔ ان سے کوئی سیاسی غلطی سرزد ہوگئی تھی حضرت عمرؓ سراپا غیرت تھے، وہ اتنے غصے میں آ گئے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاطب کی گردن اڑا دینے کی اجازت چاہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ! تمہیں معلوم نہیں شاید اللہ تعالیٰ نے تو اہل بدر سے یہاں تک فرما دیا ہے کہ

اعملوا ماشئتم قد وجبت لکم الجنة (بخاری ص ۵٦۷)

تم جو چاہو، کرتے رہو، تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ہے۔

یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ کے آنسو آ گئے اور کہنے لگے: اللہ ورسولہ اعلم

بحری مجاہدین کے بارے میں:

جزیرۃ العرب، ریگستانی علاقہ ہے صحرائی لوگ طبعاً بحری سفر سے گھبراتے ہیں اس کے نشیب وفراز سے ناواقف ہوتے ہیں اس لیے سمندر میں سفر کرنا پسند نہیں کرتے جو مجاہدین سب سے پہلے اسلامی پرچم لے کر بحری سفر پر نکلے ہوں گے یقیناً انہیں گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا اور وہ اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر ہی نکلے ہوں گے اس لیے وہ خصوصی انعام واکرام مستحق ٹھہرے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اول جیش من امتی یغزون البحر قداوجبوا (بخاری ص ۴۱۰)

میری امت کا پہلا لشکر، جو بحری سفر کر کے جہاد کو نکلے گا، اس کے مجاہدین نے اپنے آپ کو جنت کا مستحق بنالیا۔

واضح رہے کہ پہلا بحری بیڑہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں والی شام حضرت معاویہؓ نے اپنی سرکردگی میں تیار کرایا، اور جزیرہ قبرص کی طرف سفر کر کے اسے فتح کرلیا تھا۔

مجاہدین قسطنطنیہ کے بارے میں:

قسطنطنیہ طلوع اسلام کے وقت قیصر روم کا مستقر تھا۔ اس وقت رومی سلطنت کی وہی حیثیت تھی جو آج کی ترقی یافتہ دنیا میں امریکہ کی ہے سپر پاور شمار ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلاطین اور امراء سلطنت کو تبلیغی خطوط بھجوائے تھے تو قیصر روم نے اسلام تو قبول نہیں کیا تھا، مگر ویسے اس نے حضور کے نامۂ گرامی کا احترام کیا تھا۔ حضرت ابوسفیانؓ (جو اس وقت مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے، سے اس کا مکالمہ اور سوال جواب تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں) کئی علاقے، عہد خلافت راشدہ میں مسلمانوں نے رومیوں سے لے لیے تھے شام، فلسطین، حمص وغیرہ اسی دور میں فتح ہوئے تھے قسطنطنیہ کا فتح کرنا، سفری مشکلات، عسکری مسائل وغیرہ کے لحاظ سے جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا، اس لیے مجاہدین کی پہلی کھیپ جو اس طرح روانہ ہوتی وہ اجر خاص کی مستحق تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ

اول جیش یغزون مدینة قیصر مغفور لھم (بخاری ص ۴۱۰)

امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر کا رخ کرے گا، اس کے سپاہیوں کو بخش دیا گیا

یہ پہلا لشکر، حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں قسطنطنیہ گیا تھا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ (جنھیں میزبان رسول ہونے کی فضیلت حاصل ہے) بھی اس سپاہ میں شامل تھے اس وقت یہ شہر فتح تو نہیں ہوا تھا، لیکن اس واقعہ سے رومیوں کا زور بہت حد تک ٹوٹ گیا اور نتیجہ میں سپر پاور عیسائی رومیوں کے ہاتھوں سے نکل کر مسلمانوں کے پاس چلی گئی۔ رومی دارالسلطنت کی فتح، کسی اور مسلمان بادشاہ کا مقدر تھی چنانچہ یہ اعزاز سلطان محمد فاتح مرحوم کو حاصل ہوا کہ اس نے بڑی عقل مندی، بہادری اور حربی تدابیر سے کام لے کر ۸۵۷ھ میں اس شہر کو فتح کرلیا **فللہ درہ!**

اسلامی فتوحات میں صحابہؓ کا حصہ:

صحابہ کرامؓ نہایت دلیر، بہادر اور نڈر سپاہی تو تھے ہی، انہی کے مجاہدانہ کارناموں کی بدولت مملکت اسلامیہ تھوڑے سے عرصے میں دور دور تک پھیل گئی اس کے علاوہ ان کا وجود سراپا برکت اور فتح مندی کا باعث تھا، بخاری اور مسلم میں ایک حدیث درج ذیل مضمون کی آئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ جماعتیں جہاد کے لیے نکلیں گی، وہ پوچھیں گے کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی موجود ہے؟ جواب ملے گا، لوگ ہاں تو اس صحابی کی بدولت فتح ہوگی۔ پھر دوسرا دور آئے گا، لوگ جہاد کے لیے روانہ ہوں گے اور پوچھیں گے: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب کا کوئی ساتھی موجود ہے؟ جواب میں کہا جائے گا ہاں تو اس تابعی کی برکت سے فتح ہو جائے گی۔

تیسرا دور آئے گا، لوگ نکلیں گے تو پوچھیں گے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھنے والے کا دیکھنے والا (یعنی تبع تابعی) موجود ہے؟ کہا جائے گا ہاں تو اس کی برکت سے بھی فتح ہوگی (بخاری ومسلم وغیرہ)

بخاری شریف میں ایک اور روایت آئی ہے جو تقریباً اسی مضمون کی ہے وہ اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک لوگ ایک ایک کر کے رخصت ہوتے جائیں گے باقی روی اور بے کار لوگ رہ جائیں گے جس طرح کہ جو کا بے کار حصہ (چھلکے وغیرہ) ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پروا نہیں کرے گا (گویا برکت ختم ہو جائے گی)

تاریخ کے طالب علم غور سے تاریخ کا مطالعہ کریں، انہیں نظر آئے گا کہ جو جو علاقے عہد صحابہ میں فتح ہو کر بلاد اسلامیہ میں شامل ہوئے وہ آج بھی مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں صحابہ کا کوئی مفتوحہ علاقہ چاہے اسلامی نظام مملکت وہاں نافذ نہ ہو، مسلمانوں کے حیطۂ اقتدار سے خارج نہیں ہوا۔ یہ حقیقت حضرات صحابہ کی بلندی مرتبہ کی بین دلیل ہے۔

قیامت کے روز صحابہ کی افادیت:

صحابہ کرامؓ کی برکت اور افادیت، صرف جہاں گیری اور جہاں داری تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ ان کی حقیقی برکت تو اس دن ظاہر ہوگی جس روز قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ کا منظر ہوگا المال و البنون سب بے سود ہو کر رہ جائیں گے اس روز اگر کوئی روشنی کارآمد ہوگی اور کسی کی قیادت، نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی وہ صحابہ کی قیادت اور نورانیت ہوگی رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا:

مامن احدمن اصحابی یموت بارض الابعث قائدا ونورا لهم یوم القیامة (ترمذی ص ۲۲۶ ج ۲)

میرا کوئی صحابی، کسی سرزمین میں فوت ہوگا تو قیامت کے روز وہ ان کے لیے پیش رو اور نور بن کر قبر سے اٹھے گا۔

محولہ بالا آیات اور احادیث سے حضرات صحابہ کرام کی جلالت شان اور علو مرتبت بالکل واضح ہے، دنیا وآخرت میں ان کے مقام بلند اور دوسروں کے لیے باعث برکت ہونے کی تصریح ہے۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جو ان کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہتا ہے اور بدنصیب و تیرہ بخت ہے وہ جو ان کی شان میں ہرزہ سرائی کرتا ہے۔

فکل میسر لما خلق له اوفقنا الله لما یحب ویرضی واعاذنا من شرور انفسنا.

صحابہ کے بارے میں خصوصی بشارتیں:

کتب حدیث وسیرت میں بہت سے صحابہ کرامؓ کے حق میں خصوصی بشارتیں موجود ہیں۔ عشرہ مبشرہ کی مشہور اسلامی اصطلاح کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہی دس حضرات ہیں جن کے بارے میں نام لے کر فرداً فرداً جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے یا زیادہ سے زیادہ ان کے ساتھ سیدة نساء اہل الجنة حضرت فاطمة الزہراؓ اور سیدا شباب اہل الجنة حضرات حسنینؓ کو ملا لیا جاتا ہے، حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ عشرہ مبشرہ اصطلاح تو اس وجہ سے مشہور ہوگئی کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں بیک وقت ان دس حضرات کے جنتی ہونے کی بشارت سنائی تھیں ورنہ تو حقیقت یہ ہے کہ متعدد دوسرے حضرات مرد اور خواتین ہیں جن کے بارے میں انفرادی بشارتیں دی گئیں۔ سرسری مطالعہ سے ہمیں جو نام مل سکے ہیں ان کا تذکرہ آپ کو آئندہ اوراق میں ملے گا ان کے ذکر میں سوانحی خاکے چنداں نہیں دیئے جائیں گے، صرف مختصر تعارف اور ہر ایک کے بارے میں جنتی ہونے کی بشارت نقل کی جائے گی، اللہ کے ان محبوب بندوں پر تو ابر رحمت، ہر وقت برس ہی رہا ہے، ہوسکتا ہے کہ ان کے طفیل چند قطرے، ہم اگنہگاروں کے حصے میں بھی آجائیں۔ **وما ذلک علی الله بعزیز**

ایک علمی مسئلہ:

یہاں پر ایک مسئلہ کی وضاحت کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات جاہل متصوفین اور شعراء کو دیکھا اور سنا گیا ہے کہ وہ جنت کا نام بڑی بے اعتنائی اور لا پروائی سے لیتے ہیں، حتی کہ اس سے اپنی بے نیازی تک ظاہر کرنے لگتے ہیں، گویا انہیں نہ تو جہنم سے بچنے کی ضرورت ہے نہ تو جنت میں جانے کی یہ انداز فکر غلط اور یہ طریق گفتگو بے ادبانہ ہے اس طرح سوچنا اور بولنا اللہ کے دین سے استہزاء اور عقیدہ آخرت کی تکذیب کے مرادف ہے **نعوذ بالله منه**

قرآن پاک میں جنت کو ایمان والوں کی آخری منزل قرار دیا گیا ہے۔ کم وبیش ایک درجن آیات میں دخول جنت کو **ذٰلک هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْم** فرمایا گیا ہے، کہیں **الفوذ الکبیر** یا اس طرح کے دوسرے الفاظ فرمائے گئے ہیں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (سورہ آل عمران :۱۸۵)

جس شخص کو دوزخ سے ہٹا کر بہشت میں داخل کیا گیا، تو وہ کامیاب ہو گیا۔

احادیث صحیحہ میں اللہ تعالیٰ سے جنت کے مانگنے اور دوزخ سے بچنے کے لیے دعا کی ترغیب دی گئی ہے کیا اس کے باوجود بھی بے اعتنائی اور بے نیازی دکھانے کی کوئی گنجائش رہ جاتی (۲) ہے؟ حاشا وکلا! لیجئے ہم قارئین کو ایک نسخہ بھی بتائے دیتے ہیں جس کے ساتھ ان شاء اللہ، جہنم سے خلاص اور جنت کا حصول سہل ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص صبح شام تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بہشت کا سوال کرے یوں کہے **اللھم انی اسئلک الجنة** بہشت خود اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتی ہے کہ اے اللہ! اس کو بہشت میں داخل فرما۔ اور تین دفعہ یہ کہہ کر جہنم سے پناہ مانگے **اللھم اجرنی من النار** تو دوزخ خود اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتی ہے کہ اے اللہ! اس کو دوزخ سے بچا (مشکوۃ شریف بحوالہ ترمذی ونسائی)

اعتذار والتماس:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے تو کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام موجود تھے۔ سینکڑوں شہادت کے بلند رتبہ پر فائز ہو چکے تھے، بہت سے وفات پا چکے تھے، ان میں سے کتنے حضرات ایسے ہیں جن کے

مآثر اور فضائل سے طویل دفاتر مرتب ہو سکتے ہیں اور بڑے خوش نصیب ہیں وہ ائمہ اور علماء جنہوں نے اس سلسلہ میں گراں مایہ خدمات انجام دیں چنانچہ

امام ابن عبدالبر کی **الا ستیعاب فی معر فۃ الاصحاب**

علامہ ابن کثیر کی **البدایۃ یہ و النھایہ** علامہ ابن اثیر کی **اُسدالغابہ**

علامہ ابن حجر کی **الاصابۃ فی تمییز الصحابہ**

اس موضوع پر نہایت ہی قابل قدر تصنیفات ہیں۔ سیر الصحابہ دور حاضر کی بہترین تالیفات میں سے ہے، **حیاۃ الصحابہ** مصنفہ حضرت مولانا محمد یوسف کاندہلوی رحمہ اللہ ایک شاہکار تالیف ہے، اس سلسلہ میں جناب طالب ہاشمی صاحب کا کام لائق صد تحسین ہے وغیرہ وغیرہ

راقم السطور ایک ہیچ مداں اور ہیچ میرز طالب علم کی کیا بساط کہ اس کی طالب علمانہ کاوش کو کوئی اہمیت دی جاسکے۔ بس دل کی ایک پکار تھی جسے اس نے لبیک کہا اور یوں عقیدت کا ایک گلدستہ تیار ہو گیا، اور سچ تو یہ ہے کہ ایک درویش بے نوا، برگ سبز کے علاوہ پیش کر ہی کیا سکتا ہے؟

گر قبول افتد زہے عزو شرف

راقم کے پاس کتابی ذخیرہ بہت ہی محدود ہے، حدیث کی متداول کتابیں اور درج بالا ''اسفار اربعۃ'' میں سے استیعاب اور اصابہ اس کے پیش نظر رہی ہیں۔ اسد الغابہ کو دیکھنے کی ایک دیرینہ تمنا ہے مگر ایک بادیہ نشین کی یہ خواہش کیونکر پوری ہو؟ البدایہ قریب ہی ایک فاضل دوست کے پاس موجود ہے، مگر افسوس کہ اس وقت وہ بھی میسر نہ آسکی۔ بہر حال جس نقطۂ نگاہ سے راقم نے خامہ فرسائی کی ہے، اگر کوئی اہل علم اس موضوع پر کام کریں تو قوی امید ہے کہ خاصا مواد ابھی اور مل سکتا ہے **ففی الزوایا خبایا**.

ایک ضروری وضاحت:

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں آگے بشارات خاصہ کے عنوان سے اللہ کے کچھ محبوب بندوں کا تذکرہ ہوگا۔ کسی صحابی کے بارے میں انفرادی بشارت، بہت بڑی منقبت اور عظمت کی دلیل تو بے شک ہے، مگر اس سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ یہ حضرات ان تمام دیگر اصحاب سے افضل ہیں، جن کے بارے میں ہمیں ایسی بشارتیں نہیں مل سکیں بجا ہے کہ اس فہرست میں حضرات خلفاء راشدین کے نام بھی شامل ہیں۔ مگر ان کی افضلیت کے دلائل دوسرے ہیں اس لیے بہت سے اور کبار صحابہ ہیں جو بجائے خود بڑی عظمت اور جلالت شان کے مالک ہیں، اگر چہ یہ کتابچہ ان کے تذکروں سے خالی ہوگا مثال کے طور پر حضرت مصعب بن عمیرؓ حضرت صہیب رومیؓ حضرت خباب بن ارتؓ سعد بن عبادہؓ حضرت اسعد بن زرارہؓ حضرت اسید بن حضیرؓ حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ ہم کی رفعت شان کا کیا کہنا! لیکن آئندہ اوراق میں آپ کو ان حضرات کے اسماء

گرامی نہیں ملیں گے۔آپ یوں ہی سمجھئے کہ انفرادی بشارتوں کا سلسلہ محض ایک حیلہ بہانہ ہے کہ یوں ہم چند یاران رسول(**علیه و علیهم التحیة و التسلیم**) کا ذکرخیر، زینت اوراق بنا کراپنی مغفرت کا سامان کرلیں

اے ہم نشین! ذکر یار کر کچھ آج

کہ اس حکایت سے جی بہلتا ہے

ورنہ تو حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام کا قدسی طائفہ **تو من اولهم الی آخرهم** بہشتی ٹولہ تھا۔تفسیر مظہری میں لکھا ہے **قدانعقد الا جماع علی ان الصحابة کلهم عدول و کلهم مغفور لهم** (ص۳۸ ج۹)علماء امت کا اس پراجماع ہو چکا ہے کہ صحابہؓ سب کے سب رات باز ہیں اور سب کے سب بخشے ہوئے ہیں۔

ہم سرفہرست ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا نام لا رہے ہیں،ایک تو اس لیے کہ انہیں علی الاطلاق،اسلام قبول کرنے میں اولیت کا شرف حاصل ہے،ثانیا اس لیے کہ وہ پوری امت مسلمہ کی ماں ہیں اور ماں کا تعارت اولاد سے پہلے اچھا لگتا ہے **هذا ماار دنا و الله الموفق لما نرید**

حواشی

(۱) قارئین کی دلچسپی کے لیے یہاں پرایک اور علمی مضمون کی طرف اشارہ کر دینا مناسب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت صرف اس امت کے لیے نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے لیے نبی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں اور حضرات انبیاء مسابقین کے توسط سے ان تمام امتوں کے بھی نبی ہیں۔اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کی دو جماعتیں بن جاتی ہیں۔

(۲) کبار علماء،محدثین اور حضرات صوفیاء کرام نے اخلاص کے جو مدارج بیان فرمائے ہیں ان میں خواص اور اخص الخواص کا اخلاص یہ بتایا ہے کہ آدمی جنت اور نار کے تصور سے بالاتر ہو کر محض اللہ کی رضا کے لیے یا عبدیت کا مقتضا سمجھ کر عبادت کرے تو اس میں جنت سے بے نیازی اور بے اعتنائی قطعاً نہیں پائی جاتی۔وہ دوسری چیز سے جوان جاہلوں کے نظریہ سے بالکل مختلف ہے۔تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

والعاقل تکفیه الاشارة

جنسی ہوس پرستی کی عالمی تحریک

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھران کی طبعی موانست کے لیے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا پھراُن سے دونوں کی نسل کو چلایا۔ مرد عورت میں جوایک دوسرے کی طرف فطری اور طبعی میلان ہے اس کے لیے نکاح کو مشروع فرمایا اور نکاح کے اصول وقوانین مقرر فرمائے۔ جب مرد عورت کا نکاح ہوجائے تو آپس میں ایک دوسرے سے قانون شریعت کے مطابق استمتاع اور استلذاذ جائز ہے۔ اس میں جہاں نفسیاتی ابھار کا انتظام ہے وہاں بنی آدم کی نسل چلنے اور نسل ونسب کے پاس رکھنے اور آپس میں رحمت اور شفقت باقی رکھنے کا اور عورت کو گھر میں عزت وآبرو کے ساتھ رہنے اور گھر بیٹھے ہوئے ضروریات زندگی پوری ہونے اور عفت وعصمت کے ساتھ زندہ رہنے کا انتظام ہے۔ مرد کما کر لائے عورت گھر میں بیٹھے اور کھائے۔ لباس بھی شوہر کے ذمہ اور رہنے کا گھر بھی، اولاد پیدا ہوتو ماں باپ کی شفقت میں پلے بڑھے۔ کوئی چچا ہو کوئی ماموں ہو کوئی دادا ہو کوئی دادی کوئی خالہ ہو کوئی پھوپی ہر ایک بچہ کو پیار کرے گود میں لے اور ہر ایک اسے اپنا سمجھے۔ صلہ رحمی کے اصول پر سب رشتہ دار دور کے ہوں یا قریب کے، آپس میں ایک دوسرے سے محبت کریں مالی امداد بھی کریں نکاحوں کی تقریبات میں جمع ہوں ولیمہ کی دعوتیں کھائیں۔ عقیقے ہوں جب کوئی مرجائے کفن دفن میں شریک ہوں یہ سب امور نکاح سے متعلق ہیں۔ اگر نکاح نہ ہو اور عورت مرد یوں ہی آپس میں نفسانی خواہشات پوری کرتے رہیں تو جو اولاد ہوگی وہ کسی باپ کی طرف منسوب نہیں ہوگی اور جب عورت زنا کار ہے تو یہ پتہ بھی نہ چلے گا کہ کس مرد کے نطفے سے حمل قرار پایا جب کوئی باپ ہی نہیں ہے تو کون بچہ کی پرورش کرے اور ماں کیسے پالے۔ لامحالہ ایسے ملکوں میں جہاں زنا کا عام رواج ہے حکومتیں ایسے بچوں کی پرورش کرتی ہیں۔

چونکہ باپ ہی نہیں اس لئے مذکورہ ممالک میں بچوں کی ولدیت ماں کے نام سے لکھ دی جاتی ہے۔ رشتہ داریوں کی جو شفقتیں تھیں، باپ کی جانب سے ہوں یا ماں کی جانب سے بچہ ان سب سے محروم رہتا ہے۔ زنا کار ماں کے وہ بھائی بہن بھی اپنی بہن کی اولاد کو اس نظر سے نہیں دیکھتے جو شفقت بھری نظر نکاح والی ماں کی اولاد پر نانا، نانی اور خالہ، ماموں کی ہوتی ہے۔ ہر سمجھدار آدمی غور کرسکتا ہے۔ نکاح کی صورت میں جو اولاد ہو اس کی مشفقانہ تربیت اور ماں باپ کی آغوش میں پرورش ہونا سراسر انسانیت کے اکرام کا سبب ہے، کیا زنا کاروں کی اولاد کی پرورش اس کے مقابلہ میں کوئی عزت کی چیز ہے؟

پھر جب نکاح کا سلسلہ ہوتا ہے تو ماں باپ، لڑکا اور لڑکی کے لیے جوڑا ڈھونڈتے ہیں اور جہاں نکاح نہیں وہاں لڑکا لڑکی دونوں اپنی نفسانی خواہشات پورا کرنے کے لیے دوست (فرینڈ) تلاش کرتے پھرتے ہیں یہ عورت کی کتنی بڑی ذلالت اور حقارت ہے کہ وہ گلی کوچوں میں مردوں کو اپنی طرف لبھائے اور جو شخص اس کی طرف جھکے اسے کچھ دن کے

لیے دوست بنائے پھر جب چاہے یہ چھوڑ دے اور جب چاہے وہ چھوڑ دے۔ اس کے بعد پھر دونوں تلاش یار میں نکلتے ہیں۔ کیا اس میں انسانیت کی مٹی پلید نہیں ہوتی۔ پھر چونکہ عورت کا کوئی شوہر نہیں ہوتا اور جس کو دوست بنایا ہے وہ قانوناً اس کے خرچ کا ذمہ دار نہیں ہوتا اس لئے عورتیں خود کمانے پر مجبور ہوتی ہیں۔ شوروم پر کھڑی ہوئی مال فروخت کرتی ہیں۔ سڑکوں پر بیٹھ کر آنے جانے والے لوگوں کے جوتوں پر پالش کرتی ہیں۔ تعجب ہے کہ عورتوں کو یہ ذلت اور رسوائی منظور ہے نکاح کر کے گھر میں ملکہ بن کر بچوں کی ماں ہو کر عفت عصمت کے ساتھ زندگی گزارنے کو ناپسند کرتی ہیں۔

اسلام نے عورت کو بڑا مقام دیا ہے وہ نکاح کر کے عفت وعصمت کی حفاظت کے ساتھ گھر کی چار دیواری میں رہے اور اس کا نکاح بھی اس کی مرضی سے ہو۔ جس میں مہر بھی اس کی مرضی سے مقرر ہو، پھر اسے ماں باپ اور اولاد اور بہن بھائی سے میراث بھی ملے، یہ زندگی اچھی ہے یا یہ کہ دربدر یار ڈھونڈتی پھریں اور زنا کرتی پھریں۔ یہ اچھی بات ہے؟ کچھ تو سوچنا چاہیے۔

فاعتبر وایا اولی الابصار

اس صورتحال کے بعد اب ایک سمجھدار آدمی کے ذہن میں زنا کی قباحت پوری طرح آجاتی ہے اسلام کو یہ گوارا نہیں ہے کہ نسب کا اختلاط ہو پیدا ہونے والے بچوں کے باپ کا پتہ نہ چلے یا کئی شخص دعویدار ہو جائیں اور ہر شخص یوں کہے کہ یہ بچہ میرے نطفہ سے ہے۔

جو مرد وعورت زنا کاری کی گندی زندگی گزارتے ہیں، ان سے حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ انسانیت کی اس سے زیادہ کیا مٹی پلید ہوگی کہ بچہ ہو اور اس کا باپ کوئی نہ ہو، اہل نظر اسے حرامی کہتے ہوں۔ یا کم از کم یوں سمجھتے ہوں کہ دیکھو وہ حرامی آ رہا ہے، یہ بات شریفوں کے لیے موت سے بدتر ہے۔ لیکن اگر طبعی شرافت باقی نہ رہے، دلوں میں انسانیت کا احترام نہ ہو تو معاشرہ میں حرامی حلالی ہونے کی حیثیت ہی باقی نہیں رہتی۔ جن ملکوں میں زنا کاری عام ہے ان کے یہاں حرامی ہونا کوئی عیب اور حلالی ہونا کوئی بہتر نہیں۔ اب یہ لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی ہماری ہاں میں ہاں ملا دیں اور قرآن کے باغی ہو کر ہماری طرح زنا کار ہو جائیں۔

شریعت اسلامیہ میں زنا کی سخت سزا ہے جو محصن کے لیے رجم (سنگسار کرنا) اور غیر محصن کو ایک سو کوڑے لگانا ہے یہ دنیاوی سزا ہے جو امیر المومنین جاری کرے گا اور برزخ اور قیامت میں جو سزا ہے وہ اس کے علاوہ ہے سورہ فرقان میں عباد الرحمٰن کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَاماً یُّضَاعَف لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَیَخْلُدْفِیْہٖ مُھَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ وَّکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْماً

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور کسی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے الا یہ کہ شریعت کے مطابق حق کے ساتھ ہو ولا یزنون اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسا کریگا یعنی شرک قتل نفس اور زنا کا ارتکاب کریگا وہ گناہگار ہوگا گناہ کاری کی سزا میں ہمیشہ ذلیل ہو کر دوزخ میں رہیگا۔ مگر جو توبہ کرے اور

ایمان لائے اور نیک عمل کرے سو اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنا ایک خواب بیان فرمایا اس میں بہت سی چیزیں دیکھیں ان میں ایک یہ بھی دیکھا کہ تنور کی طرح ایک غار ہے اس کا اوپر کا حصہ تنگ ہے اور نیچے کا حصہ وسیع ہے اس کے نیچے آگ جل رہی ہے جو لوگ اس تنور میں ہیں وہ آگ کی تیزی کے ساتھ اوپر کو جاتے ہیں جب آگ دھیمی پڑتی ہے تو پیچھے کو واپس چلے جاتے ہیں یہ لوگ ننگے مرد اور ننگی عورتیں ان کی چیخ پکار کی آوازیں بھی آ رہی ہیں آپ نے ان کے بارے میں اپنے ساتھیوں (حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام) سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ زناکار مرد اور زناکار عورتیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی اس رات میں میں ایسے لوگوں پر سے گزرا جن کی کھالیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں میں نے دریافت کیا کہ اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ مرد ہیں جو زنا کے لیے زیب و زینت اختیار کرتے ہیں پھر ایک ایسے گڑھے پر میرا گزر ہوا جس میں سے بدبو آ رہی تھی، اور اس میں سے سخت آوازیں آ رہی تھیں۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا کے لیے بن ٹھن کر رہتی تھیں اور وہ کام کرتی تھیں جو حلال نہیں ہے۔ (الترغیب والترھیب ص ۲۷۷ ج ۳)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس قوم میں خیانت ظاہر ہوگی اللہ ان کے دلوں میں رعب ڈال دے گا اور جس قوم میں زنا کی کثرت ہوگی ان میں موت کی کثرت ہوگی اور جو لوگ ناپ تول میں کمی کریں گے ان کا رزق کاٹ دیا جائے گا۔ (یعنی انہیں رزق کم ملے گا اور اس کی برکت ختم کر دی جائے گی) اور جو قوم ناحق فیصلے کرے گی ان میں قتل کی کثرت ہوگی۔ اور جو قوم بدعہدی کرے گی ان پر دشمن مسلط کر دیا جائے گا۔ (رواہ مالک فی الموطا وھو فی حکم المرفوع)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے مہاجرین پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور خدا نہ کرے کہ تم مبتلا ہو (تو پانچ چیزیں بطور نتیجہ ضرور ظاہر ہوں گی پھر ان کی تفصیل فرمائی کہ) جب کسی قوم میں کھلم کھلا بے حیائی کے کام ہونے لگیں تو ان میں ضرور طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل پڑیں گی جو ان کے باپ داداؤں میں کبھی نہیں ہوئیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے گی قحط اور سخت محنت اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے ان کی گرفت کی جائے گی اور جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک لیں گے ان سے بارش روک لی جائے گی۔ (حتیٰ کہ) اگر چوپائے (گائے بیل، گدھا گھوڑا وغیرہ) نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو۔ اور جو قوم اللہ اور اسکے رسول کے عہد کو توڑ دے گی اللہ تعالیٰ ان پر غیروں میں سے دشمن مسلط فرما دے گا جو ان کی بعض مملوکہ چیزوں پر قبضہ کرے گا۔ اور جس قوم کے با اقتدار لوگ اللہ کی کتاب کے خلاف فیصلے دیں گے اور احکام خداوندی میں اپنا اختیار وانتخاب جاری کریں گے وہ خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث پاک میں جن گناہوں اور معصیتوں پر ان کے مخصوص نتائج کا تذکرہ فرمایا ہے یہ گناہ اپنے نتائج کے

ساتھ اس زمین پر بسنے والے انسانوں میں موجود ہیں۔ سب سے پہلی بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی یہ ہے کہ جس قوم میں کھلم کھلا بے حیائی کے کام ہونے لگیں گے ان میں ضرور طاعون پھیلے گا اور ایسی ایسی بیماریاں بہ کثرت ظاہر ہوں گی جو ان کے باپ داداؤں میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی آج بے حیائی کس قدر عام ہے اور سڑکوں پارکوں گلیوں اور نام نہاد قومی اور ثقافتی پروگراموں میں، عرسوں اور میلوں میں، ہوٹلوں اور دعوتی پارٹیوں میں کس قدر بے حیائی کے کام ہوتے ہیں ان کے ظاہر کرنے اور بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

فحش کاری کے نتیجے میں وبائی امراض پھیل رہے ہیں اور ایسے ایسے امراض سامنے آرہے ہیں جن کے طبعی اسباب اور معالجہ کے سمجھنے سے ڈاکٹر عاجز ہیں جس قدر ڈاکٹری ترقی پذیر ہے اسی قدر نئے امراض ظاہر ہوتے جارہے ہیں ان امراض کے موجود ہونے کا جو سبب خلاق عالم کے سچے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بتایا ہے (یعنی بے حیائیوں کا پھیلنا) جب تک وہ ختم نہ ہوگا نئے امراض کا آنا بھی ختم نہیں ہوسکتا۔ دور حاضر کے لوگوں کا اب یہ طریقہ ہوگیا ہے کہ ان کے نزدیک شہوت پرستی ہی سب کچھ ہے۔ زندگی کا خلاصہ جنسی ہوس پرستوں کے نزدیک صرف یہی رہ گیا ہے کہ مرد اور عورت بغیر کسی شرط بغیر کسی پابندی کے آپس میں ایک دوسرے سے شہوت پوری کیا کریں۔ پہلے تو بعض یورپین ممالک نے اس قسم کے قوانین بنادیے تھے لیکن اب وہ بین الاقوامی کانفرنس بلا بلا کر سارے عالم کے انسانوں کو اس بیہودگی میں لپیٹنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک کانفرنس پچھلے دنوں قاہر میں منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس میں ایسی ایسی انسانیت سوز تجاویز رکھی گئیں جو انسان ہونے کا دعویٰ کرنے والوں سے بہت بعید ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ اس قسم کی کانفرنس منعقد کرنے والے اپنے آپ کو انسانیت کے دائرے ہی سے باہر نکال چکے ہیں اور انہیں اس پر ذرا بھی رنج نہیں ہے۔ یہ لوگ اس مقام پر اتر چکے ہیں کہ ہم انسان نہ رہے تو کیا حرج ہے ہوس تو پوری ہوگی۔ انسان بننے اور انسانی تقاضے پورے کرنے میں نفس کی آزادی میں فرق آتا ہے لہذا ایسی انسانیت کی ضرورت کیا ہے۔ جانور بھی تو دنیا میں رہتے ہیں اور جیتے ہیں ہم ہی جانور ہوگئے تو کیا ہوا؟ یہ بات لوگ زبان سے کہیں یا نہ کہیں انکا طریقہ کار اور رنگ ڈھنگ ایسا ہی ہے۔ اسی کو قرآن مجید میں فرمایا: **اَفَرَأَیْتَ مَنِ تَّخَذَ اِلٰھَهُ هَوَاهُ**

اے مخاطب کیا تو نے اسے دیکھا جس نے اپنی خواہشات نفسانیہ ہی کو اپنا معبود بنالیا یعنی جیسے معبود کے ماننے والے اپنے معبود کی پوری پوری اتباع کرتے ہیں یہ لوگ بھی خواہشات نفس ہی کا اتباع کرتے ہیں۔ (سورۃ الفرقان) نیز فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُو یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاکُلُوْنَ کَمَاتَأْ کُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّار مُثْوًی لَّھُمْ

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ایسے متمتع ہوتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے جانور کھاتے ہیں اور دوزخ کی آگ ان کا ٹھکانہ ہے (سورۃ محمد) انسانوں کو جو اللہ تعالیٰ نے عقل اور فہم سے نوازا اور اسے جو شرف بخشا اس شرف کی وجہ سے اور اسے

اونچا رکھنے کے لیے احکام عطا فرمائے۔ اس کے لیے کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا اور کچھ چیزوں کو حلال قرار دیا۔ مرد اور عورت کا آپس میں استمتاع بھی حلال ہے۔ لیکن نکاح کرنے کے بعد پھر اس نکاح اور انعقاد کے بھی قوانین ہیں حضرت انبیاء کرام علیہم السلام نکاح کرتے تھے بجز حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے ان دونوں حضرات نے نہ نکاح کیا نہ عورتوں سے استمتاع کیا۔ (افسوس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اتباع کا جو قومیں دعویٰ کرنے والی ہیں وہ ان کی طرف بغیر نکاح کے عورتوں سے استمتاع کرنے کا دعویٰ کرتی ہیں **(قبحهم الله و لعنهم)**

ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں جب آسمان سے تشریف لائیں گے تو دجال کو قتل کریں گے نکاح بھی فرمائیں گے آپ کی اولاد بھی ہوگی۔ (ذکرہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء) جب وہ تشریف لائیں گے تو صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے وہ اس طرح اپنے عمل سے دین نصرانیت کو باطل قرار دیں گے (رواہ مسلم والبخاری) سنن ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں حضرات انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز زندگی میں سے ہیں ایک حیاء (شرم) دوسرے خوشبو لگانا تیسرے مسواک کرنا چوتھے نکاح کرنا۔ پس جو لوگ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں اور بے حیائی بدکاری کو بھی اپناتے ہیں ان لوگوں کا کسی نبی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والوں پر تعجب ہے کہ وہ کیسے نصرانیوں کی چال ڈھال لباس وضع قطع اور زنا کاری کے طریقوں اور زنا کاری کے مشوروں کی کانفرنس کی دعوت قبول کر لیتے ہیں۔ جو لوگ کفر میں غرق ہیں اور انہیں دوزخ میں جانا ہے ان کا اتباع کرنا کیسے گوارا ہو جاتا ہے۔ یہ کتنی بڑی افسوس کی بات ہے کہ تحدید نسل کے عنوان سے قاہرہ میں جو کانفرنس بلائی گئی جس میں سراپا بدکاری کی تجاویز تھیں اس کانفرنس کو ایسے ملکوں کے ذمہ داروں نے کیسے قبول کر لیا جس کے رہنے والوں کی اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ نصاریٰ داڑھی مونڈ کر زنخے بننے لگے تو مسلمانوں نے ان کا اتباع کر لیا۔ وہ کسی ہوئی پتلون پہننے لگے تو مسلمان بھی اس میں عزت سمجھنے لگے۔ ملحدوں نے ننگوں کے کلب بنا لئے تو مسلمان صاحب بھی ان کلبوں میں جا کر کلاب بننے لگے۔ یہودیوں نے فری میسن نکالا تو من چلے اس کے بھی ممبر بن گئے۔ نصاریٰ نے باہمی رضامندی سے زنا کو اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے عمل کو قانونی جواز دے دیا تو یہ بھی ساتھ لگ گئے۔ انہوں نے تحدید نسل کی بات اٹھائی تو یہ بھی ہاں میں ہاں میں ملانے لگے۔ مسلمانو! تمہارا دین جامع ہے کامل ہے تمہیں دشمنوں کی طرف دیکھنے اور ان کی کافرانہ بے ہودگیوں کی تائید کرنے اور اپنانے کی کیا ضرورت ہے؟

کافروں اور ملحدوں، زندیقوں کو اسی پر تعجب ہے کہ شریعت اسلامیہ میں زنا کو کیوں حرام قرار دیا گیا۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مرد عورت کا اپنا ذاتی معاملہ ہے جس کا جس سے جی چاہے لذت حاصل کر لے۔ یہ لوگ یہ نہیں جانتے ان لوگوں کی یہ بات جہالت ضلالت اور غوایت پر مبنی ہے۔ یہ کہنا کہ بندوں کو اختیار ہے کہ جو چاہیں کریں یہ بہت بڑی گمراہی

ہے۔ جب خالق کائنات جل مجدہ نے پیدا فرمایا اور سب اسی کی مخلوق اور مملوک ہیں کسی کو بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ خالق اور مالک کے بتائے ہوئے قانون کے خلاف زندگی گزارے۔ کوئی انسان خود اپنا نہیں ہے نہ اس کے اعضاء اپنے ہیں۔ وہ تو خالق جل مجدہ کی ملکیت ہے۔ اپنے ان اعضاء کو قانون الٰہی کے خلاف استعمال کرنا بغاوت ہے۔ اب تحدید نسل کی بات سنئے سید الانبیاء المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم

ایسی عورت سے نکاح کرو جس سے محبت ہو اور جو زیادہ بچے جننے والی ہو کیونکہ میں دوسری امت کے مقابلہ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔ (رواہ ابوداؤد) اس حدیث کو سن کر کون مسلمان ہوگا جو تحدید نسل پر راضی ہو یا اس کی رائے دے۔

تقریباً چالیس سال سے دشمنوں نے تحدید نسل کی بات اٹھا رکھی ہے۔ پہلے تو یوں کہتے تھے کہ زمین چھوٹی سی ہے سو سال کے بعد زمین کا آدھا گز ہر شخص کے حصہ میں آئے گا کہاں سے کھائیں گے اور کہاں لیٹیں گے اور بیٹھیں گے۔ اب قاہرہ کانفرنس سے معلوم ہوا کہ یہ تو ایک بہانہ تھا۔ اصل مقصود ان لوگوں کا یہ ہے کہ زنا کاری خوب عام ہو اور مرد مردوں سے اپنی شہوت پوری کریں۔ جہاں تک رزق کا تعلق ہے سب کو معلوم ہے کہ رازق اللہ تعالیٰ ہے بندوں کے ذمہ کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی کہ پورے عالم کے انسانوں کی کفالت کریں۔ یہ تو وہی زمانہ جاہلیت کے اہل عرب کی بات ہوئی کہ وہ اولاد کو اس لئے قتل کر دیتے تھے کہ یہ کہاں سے کھائے گا۔ وہ لوگ پیدا ہونے کے بعد قتل کرتے تھے اور دور حاضر کے دشمنان انسانیت پیدائش ہی کو روک رہے ہیں۔ نقطہ نظر ایک ہی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا۔ (یعنی یہ دریافت کیا گیا کہ مادہ منویہ کا اخراج باہر کر دیں تاکہ رحم میں جا کر استقرار حمل نہ ہو) تو آپ فرمایا: **ذلک الوأد الخفی**: کہ یہ پوشیدہ طریقہ پر در گور کرنا ہے اس کے بعد آپ نے آیت شریفہ:

واذا الموؤدة سئلت

تلاوت فرمائی۔ (رواہ مسلم)

اور ایک شخص نے سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی عزل کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا:

مامن نسمة كائنة الى يوم القيامه الاوهى كائنة

یعنی کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر میں جس روح کو بھی دنیا میں آنا ہے وہ ضرور آجائے گی۔ (رواہ البخاری ومسلم) اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمائے تو اسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ (رواہ مسلم) معلوم ہوا کہ آنے والی روحوں کی آمد کو انسانوں کی کوئی تدبیر نہیں روک سکتی۔

یہ جو دشمنان انسانیت یوں کہتے ہیں کہ آبادی بڑھ جائیگی تو کہاں سے کھائیں گے۔ انہیں یہ ہوش نہیں کہ

اموات بھی تو بہت ہورہی ہیں قتل وخون کی بھی گرم بازاری ہے، مہلک ہتھیار بھی تیار کئے جارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو بھی دعوت دی جارہی ہے۔ان چیزوں کی وجہ سے بربادی ہوگی اس کے مقابلے میں نئی نسلوں کی جو پیداوار ہوگی اس کی تعداد تو کچھ بھی نہیں۔قرآن مجید کا بیان بھی ہے اور تاریخ کے صفحات بھی گواہ ہیں کہ سیدنا حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں مردوں سے شہوت رانی کا رواج تھا۔حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا لیکن وہ زمانے بالآخران پر اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر ہلاک فرمادیا۔ان پر پتھروں کی بارش بھیج دی اوران کی بستیوں کو پلٹ دیا گیا یہ وہی بستیاں ہیں جہاں اردن کے قریب بحرمیت واقع ہے۔لوگوں کو اس سے عبرت حاصل کرنا لازم ہے نہ یہ کہ اس کی کوشش کریں کہ بدکاری پھیلے۔اسی عبرت حاصل کرنے کو سورہ حجر میں فرمایا:

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَ سِّمِیْن وَ اِنَّھَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیمٌ

بلاشبہ اس میں بصیرت والوں کے لیے نشانیاں ہیں اور بلاشبہ یہ بستیاں ایک آبادراستہ پر پڑتی ہیں۔

اور سورہ صافات میں فرمایا:

وَاِنَّ لُـوطًـا لَّـمِـنَ الْـمُرْسَلِیْن اِذْنَجَّیْنَاہُ وَاَھْلَہُ اجمَعِیْن اِلَّا عَجُوْزاً فِی الْغَابِرِیْنَ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخِرِیْنَ وَاِنَّکُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْھِمّ مُصْبِحِیْنَ وَ بِالَّیْلِ اَفَلا تَعْقِلُون

(اور بلاشبہ لوط بھی پیغمبروں میں سے تھے جب کہ ہم نے انہیں اوران کے اہل خانہ کو نجات دیدی مگر ایک بڑھیا جورہ جانے والوں میں تھی اسے نجات نہیں دی پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کردیا (جو اہل ایمان سے نہیں تھے) اور بلاشبہ تم ان لوگوں پر صبح کے وقت اور رات کے وقت گزرتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں)

اہل مکہ ملک شام اپنی تجارت کے لیے جایا کرتے تھے اور راستے میں کبھی صبح اور کبھی رات کو ان بستیوں کے پاس سے گزرتے تھے اس ہی کی یاددہانی فرمائی۔آج کل کے لوگ بھی بحرمیت کو دیکھنے جاتے ہیں لیکن بطور سیر وتفریح کے پہنچتے ہیں عبرت بالکل حاصل نہیں کرتے۔اوراب تو الٹی چال چل رہے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم والے عمل کو قانونی جواز دیکر اس کی دعوت دے رہے ہیں اور سب کو بربادی کے دہانے پرلا کھڑا کردیا ہے۔جب اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا اور اس عمل کے کرنے والوں کی بستیاں برباد ہوں گی تو لوگ کہاں بچیں گے۔جن کی روٹی رزق کا فکر کیا جارہا ہے کہ تحدید نسل نہ ہوئی تو بنی آدم کہاں سے کھائیں گے۔زناکاری تو پہلے ہی سے عام کررکھی ہے اوراب مردوں کو مردوں سے شہوت پوری کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔عذاب لانے والے کرتوت تو پہلے ہی بہت تھے اور اوپر سے اس عمل کو رواج دینے کے لیے بھی کانفرنس بلانے لگے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پتھروں کی بارش بھیجی تھی اوران کی زمین کا تختہ الٹ دیا تھا۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی سنیے:

ارشادفرمایا ماظهر فی قوم الزنا والربا ال ااحلوا بانفسهم عذاب الله

جس قوم میں زنا اور ربا (سود) کا رواج ہوگیا تو ان لوگوں نے اپنی جانوں پر اللہ کا عذاب نازل کرلیا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: جس قوم میں ولد الزنا (حرامی بچوں) کی کثرت ہو جائے تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھی بھیج دیں گے۔ اور ایک حدیث میں ارشاد ہے: **اذاظھر الزنا ظھر الفقر والمسکنۃ** جب زنا کھلم کھلا ہونے لگے تو تنگدستی اور مسکینی ظاہر ہو جائے گی (دیکھو الترغیب والترھیب ص ۲۷۷، ۲۷۸۔ ج ۳) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: **ولاظھر الفاحشۃ فی قوم الاسلط اللہ علیھم الموت** اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جائے ان پر اللہ تعالیٰ موت کو مسلط فرما دیں گے (ایضاص ۲۸۵ ج ۳)

لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ دیوالیہ ہوتا جارہا ہے بلکہ ہو چکا ہے۔ جب زنا عام ہے تو دیوالیہ کیوں نہ ہوگا اور کہتے ہیں کہ ایڈز کی بیماری پھیلتی جارہی ہے جس کا کوئی علاج نہیں اور اس کے علاوہ اور بھی کئی بیماریاں ہیں جو نہ پرانی طب کی کتابوں میں ہیں نہ تاریخ کی کتابوں میں ان کا ذکر ہے جب بے حیائی عام ہے تو حسب فرمان سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم یہ بیماریاں آنی ہی آنی ہیں۔

سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: **اذا کتفی الرجال بالرجال والنساء بالنساء فدمار علیکم.** (جب مرد مردوں سے کام چلانے لگیں اور عورتیں عورتوں سے کام چلانے لگیں تو تمہارے اوپر بربادی ہے (الترغیب والترھیب)

ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باریوں فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل کرے (الترغیب ص ۲۸۶ ج ۳) حدیث تو ہم نے نقل کردی لیکن ایسا معلوم ہورہا ہے کہ نفس پرست یوں کہیں گے کہ ہمیں تو لذت چاہیے اگر چہ ہم پر لعنت ہو۔ لعنت سے کوئی چھرا تھوڑا ہی چل جاتا ہے۔ جب انسان انسانیت کے جامے سے پاؤں نکال دے تو ملعون ہونا منظور کر لیتا ہے لیکن نفس پرستی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

حافظ منذری نے الترغیب والترھیب ص ۲۸۹ ج ۳ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہوں نے عرب کے بعض علاقوں میں ایک ایسا شخص دیکھا ہے جس کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے جو عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو جمع فرمایا جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جسے ایک امت کے سوا کسی امت نے بھی نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے جو انہیں سزادی وہ آپ حضرات کو معلوم ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ اس کو آگ میں جلادیا جائے چنانچہ اسی پر متفق ہوگئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جلانے کا حکم دیدیا۔

اصحاب اقتدار کا جو دنیا میں حال ہے اور جو لوگوں کی بدکاری کے حالات اور جو نئے نئے ارادے ہیں اس کے بارے میں خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبر دیدی تھی۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہیں ہوگی جب تک کہ دنیا کا سب سے بڑا نصیبہ ور وہ شخص نہ قرار پائے جو ذلیل ہو۔ (رواہ الترمذی) حدیث میں لفظ لکع ابن لکع ہے جس کا ترجمہ ہے غنڈہ، بدمعاش، بدکار، کمینہ ان سب معانی کو یہ لفظ شامل ہے۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اچانک ایک بہت عمدہ ہوا بھیج دیگا جو ان کی بغلوں کے نیچے داخل ہو جائیگی اور ہر مومن و مسلم کی روح قبض کر لیگی اور دنیا میں بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی بدکاری کا یہ حال ہوگا کہ گدھوں کی طرح سے بدفعلی کرتے ہونگے سوانہی پر قیامت قائم ہوگی۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ جیسے گدھے سب کے سامنے جفتی کرتے ہیں اسی طرح بالکل آخری دور کے لوگ راستوں میں گزرنے والوں کے سامنے اپنی نفسانی خواہش پوری کرینگے۔

ابھی تو زنا کار قوموں نے اس عمل کو شروع نہیں کیا لیکن ننگوں کے کلب اور زنا کاری کے کلب اور ایسے پارک یورپ کے بعض شہروں میں موجود ہیں کہ جسکا جو جی چاہے اس پارک میں کر سکتا ہے۔ ان لوگوں نے گدھوں والی بے حیائی کی بنیاد تو رکھ دی اور مزید آگے بڑھ رہے ہیں اور کانفرنسوں میں ایسی تجویزیں لا رہے ہیں جس سے گدھوں والی بے ہودگی سے قریب تر ہو رہے ہیں۔ راقم الحروف کے نزدیک تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک پیشین گوئی ایسی ہے جو ہر انسان کو آپ کی نبوت اور رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دے رہی ہے۔ اصحاب اقتدار کیسے ہونگے اور لوگوں کی بے حیائی اور بدکاری کا کیا حال ہوگا ان چیزوں کے ظاہر ہونے سے سینکڑوں سال پہلے آپ کا خبر دے دینا اس بات کی صاف اور صریح دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو عالم الغیب والشھادہ کی طرف سے بتائے بغیر کوئی خبر دے نہیں سکتا۔ میں تمام عالم کے انسانوں کو دعوت دیتا ہوں کہ دین اسلام قبول کریں جو دین حق ہے۔ جس نے انسانوں کو انسانیت کا شرف بخشا ہے اور جس نے انسانوں کو انسان بنایا ہے اور جس نے حیا، شرم، عفت و عصمت سکھائی ہے۔ انسانیت کا خون کرنے والوں کے پیچھے نہ چلیں اور جانوروں والی زندگی اختیار کر کے اپنے او پر قیامت قائم کرنے والے نہ بنیں۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ تحدید نسل کے بہانہ انسانوں کو بربادی کے گڑھے میں نہ دھکیلیں اور نفس پرستی کے لیے اندھے نہ بنیں۔

فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور

(کہ بے شک آنکھیں ہی نابینا نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل نابینا ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں)

گناہوں سے توبہ کیجئے!

حضرت مولانا عبدالواحد

توبہ کرنے والا خدا کا پسندیدہ ہے:

قرآن مجید میں ایک مقام پر توبہ کرنے والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ان کی تحسین کی گئی ہے اور انہیں بشارت دی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

اَلتَّآ ئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَا مِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰ مِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ وَبَشِّرِ الْمُؤْ مِنِیْنَ. (التوبہ: ۱۱۱)

''وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تلقین کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے اور ایسے مومنین کو خوشخبری سنا دیجئے''۔

اس آیت کریمہ میں التَّآئِبُوْنَ کو مقدم کر کے دراصل توبہ کرنے والوں کی صفت حمیدہ کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ صفت خداوند قدوس کو بہت ہی پسند ہے۔

توبہ کی چھوٹ:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ فَاغْفِرْہُ فَقَالَ رَبُّہٗ: اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَأْخُذُ بِہٖ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ. ثُمَّ مَکَثَ مَاشَاءَ اللّٰہُ، ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ: رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْباً فَاغْفِرْہُ. فَقَالَ: اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبّاً یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَأْخُذُبِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ. ثَمَّ مَکَثَ مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْباً قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْباً آخَرَ فَاغْفِرْہُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَباً یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَأْخُذُبِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَاشَاءَ. (مشکوٰۃ)

''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بندے نے گناہ کیا اور پھر کہنے لگا اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فرشتوں سے) کیا میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو (جس کو چاہتا اور جب چاہتا ہے) اس کے گناہ بخشتا ہے اور اس کے گناہ پر مواخذہ

کرتا ہے (تو جان لو) میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا وہ بندہ اس مدت تک کہ اللہ نے چاہا (گناہ کرنے سے) باز رہا۔اس کے بعد اس نے پھر گناہ کیا اور عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو بخش دے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ کیا یہ میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے میں نے بندہ کو بخش دیا وہ بندہ اس مدت تک کہ اللہ نے چاہا گناہ سے باز رہا اور اس کے بعد پھر اس نے گناہ کیا اور عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے میں نے اس بندہ کو بخش دیا پس جب (تک وہ استغفار کرتا رہے) جو چاہے کرے۔''

فائدہ: اللہ اکبر! کیا شانِ کریمی ہے! یہ نہیں فرمایا کہ: میں دوبارہ اس کو معاف کر چکا ہوں، لیکن یہ پھر گناہ کرتا ہے، تیسری بار پھر معافی مانگنے آیا ہے، اب اس کو معاف نہیں کروں گا۔

نہیں، بلکہ اس کے بجائے یہ فرمایا کہ: میرا بندہ جتنی بار بھی گناہ کرے میں معاف کرتا جاؤں گا۔

قربان جایئے اس رحمت اور اس شان کریمی پر یہ مطلب نہیں کہ آئندہ گناہ کرتا رہے لیکن توبہ نہ کرے تو تب بھی معافی کا وعدہ ہے، نہیں، بلکہ یہ مطلب ہے کہ سومرتبہ بھی گناہ کر کے آئے اور معافی کا طالب ہو، تب بھی میں معاف کرتا رہوں گا، گویا اس حدیث میں گناہ کرتے رہنے کی چھوٹ نہیں دی گئی، بلکہ بار بار توبہ کی ترغیب دی گئی ہے، کہ خواہ کتنی ہی بار توبہ ٹوٹ گئی ہو تب بھی بندہ مایوس نہ ہو، بلکہ فوراً توبہ کی تجدید کر کے معافی کا مستحق ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحاً بِتَوْبَهِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِ كُمْ كَانَتَ رَاحِلَتُهُ بِاَرْضٍ فلاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنه وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاتىٰ شَجَرَةً فاضْطَجَعَ فِىْ ظِلّهَا قَد اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَاهُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَا مِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اللهُمَّ اَنْتَ عَبْدِىْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَا مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (کتاب التوبہ، ص 355 مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

''اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو اس کے سامنے توبہ کرتا ہے اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جتنا تم میں سے وہ شخص بھی خوش نہیں ہوتا جس کی سواری بیچ جنگل بیابان میں ہو اور پھر وہ جاتی رہی ہو (یعنی گم ہوگئی ہو) اور اس سواری پر اس کا کھانا بھی ہو اور پانی بھی، اور وہ (اس کو تلاش کرنے کے بعد) نا

امید ہوجائے اور ایک درخت کے پاس آکر اپنی سواری سے ناامیدی کی حالت میں (انتہائی مغموم و پریشان) لیٹ جائے اور پھر اسی حالت میں اچانک وہ اپنی سواری کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھ لے۔ چنانچہ وہ اس سواری کی مہار پکڑ کر انتہائی خوشی میں (جذبات سے مغلوب ہوکر) یہ کہہ بیٹھے: ''اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں'' مارے خوشی کے زیادتی کے اس کی زبان سے یہ غلط الفاظ نکل جائیں۔''

فائدہ یعنی اس شخص کو اصل میں کہنا تو یہ تھا کہ: اے اللہ! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ مگر انتہائی خوشی کی وجہ سے شدت جذبات سے مغلوب اور خوش ہوکر یہ کہنے کی بجائے یہ کہہ بیٹھا ہے کہ: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔

اس ارشاد کا مقصد اس بات کو بیان کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اور اس کی توبہ کو قبول فرما کر اپنی رحمت سے نوازدیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس خوشی کو اس شخص کی خوشی کے ساتھ مشابہت دی جس کی سواری جنگل بیابان میں گم ہوجائے اور پھر اچانک اُسے مل جائے۔

مسافرانِ آخرت

☆ حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور محمد شاہد ڈوگر کے والد گرامی چودھری عبدالرزاق ڈوگر کچھ دنوں کی علالت کے بعد ۱۱/اپریل ہفتہ کو لاہور کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ اور تدفین لاہور میں ہی ہوئی۔

☆ تقسیم ملک سے قبل کے مشہور احرار کارکن غلام رسول راہی رحمہ اللہ کی اہلیہ اور ڈاکٹر ناصر رسول کی والدہ ماجدہ ۱۹/اپریل اتوار کو انتقال کر گئیں۔

☆ مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن رانا قمر الاسلام کے بڑے بھائی، ہمارے دوست رانا عبداللطیف (روزنامہ ''پاکستان'') کے برادرِ نسبتی اور عزیزی سعد تنویر کے والد گرامی رانا تنویر الاسلام ۱۹/اپریل اتوار کو تنزانیہ میں انتقال کر گئے، نماز جنازہ ۱۹/اپریل کو تنزانیہ میں ادا کی گئی اور وہیں تدفین ہوئی۔

☆ مجلس احرار اسلام خانپور کے قدیم احرار کارکن مرزا عبدالقیوم بیگ کے برادرِ نسبتی اور مرزا محمد واصف، یاسر عبدالقیوم، مرزا محمد عاطف کے ماموں سعید انور مرحوم 20/اپریل کو انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ سب مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین

حمد

سعود عثمانی

یہ شام و سحر یہ شمس و قمر بس تیری اطاعت کرتے ہیں
ہم تیرے شاکر ہوں کہ نہ ہوں پر تجھ سے محبت کرتے ہیں

یہ کاسنی پھول یہ زرد شجر ، یہ سرخ پرندے پیڑوں پر
کتنے ہی صحائف ہیں جن کی ہم روز تلاوت کرتے ہیں

جو شکل ہے روشن آیت ہے جو صورت ہے اک سورت ہے
ہم اس کی نہیں اس خلقت میں خالق کی زیارت کرتے ہیں

سنتے ہیں حکایت راوی کی دل سوز قرات منشاوی کی
بس لحن دھڑکتا ہے جس دم یہ درد سماعت کرتے ہیں

یہ نغمے گلہ بانوں کے ، یہ گیت محبت خوانوں کے
یاں میری سواری ٹھہرا دو یاں عمر سوارت کرتے ہیں

اک سناٹا ہے جدھر جائیں کوئی شکل ملے تو ڈر جائیں
ان شہروں کے ویرانوں میں ہم آہو وحشت کرتے ہیں

تم کیا جانو اس دولت کو کیا سمجھو اصل وراثت کو
ہم عشق کا ترکہ چھوڑتے ہیں ہم صبر وصیت کرتے ہیں

بت ہیں تو بہت پر ان میں کہیں معبود نہیں مسجود نہیں
کچھ پہرے دار ترے اب تک اس دل کی حفاظت کرتے ہیں

ہوتی ہے ہماری حمد یہی تعریف سخن کے خالق کی
جب لفظ تراشی کرتے ہیں ہر قاش پہ محنت کرتے ہیں

نعت

حفیظ تائب مرحوم

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیرالبشر
خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر، خیرالبشر

دل نواز و دل پذیر و دل نشین و دل کشا
چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر، خیرالبشر

سر بہ سر مہر و مروت، سر بہ سر صدق و صفا
سر بہ سر لطف و عنایت، سر بہ سر خیر البشر

اعتدالِ دین و دنیا، اتصالِ جسم و جاں
اندمالِ زخمِ ہر قلب و جگر، خیرالبشر

صاحبِ خُلقِ عظیم و صاحبِ لطفِ عمیم
صاحبِ حق، صاحبِ شق القمر، خیرالبشر

کارزارِ دہر میں وجہِ ظفر، وجہِ سکوں
عرصۂ محشر میں وجہِ درگزر، خیرالبشر

رونما کب ہوگا راہِ زیست پر منزل کا چاند
ختم کب ہوگا اندھیروں کا سفر، خیرالبشر

کب ملے گا ملتِ بیضا کو پھر اوجِ کمال
کب شبِ حالات کی ہوگی سحر، خیرالبشر

در پہ پہنچے کس طرح وہ بے نوا، بے بال و پر
اک نظر تائب کے حالِ زار پر، خیرالبشر

نعتیہ غزل

یوسف طاہر قریشی

رسولِ پاکؐ محبوب خدا ہیں، رشک یوسف ہیں
بلاشک وہ امام الانبیاء ہیں، رشک یوسف ہیں
وہ رشک نوح و ابراہیم، فخرِ آدم و ہاروں
وہ بحرِ رحمت وصدق وصفا ہیں، رشکِ یوسف ہیں
مدینہ پر کئی کنعاں، کئی یوسف کدے قرباں
جہاں رہتے محمدؐ مصطفیٰ ہیں، رشک یوسف ہیں
شہِ طیبہؐ کی شہرت کے پھریرے عرشوں فرشوں پر
سلاطیں جن کی عظمت پر فدا ہیں، رشکِ یوسف ہیں
ادائیں ان کی جو اپنائے، ہے عاشق وہی سچا
جہاں میں اک وہی شیریں ادا ہیں رشک یوسف ہیں
ہے جن کی ایک اِک سنت خدا کے عرش سے افضل
وہ خیر الناس اور خیر الوریٰ ہیں، رشک یوسف ہیں
اُطاق قلب میں میرے ہیں ان کے عشق کے جلوے
کہ جو طاہرؔ حبیب کبریا ہیں، رشک یوسف ہیں

مناجات

حبیب الرحمٰن بٹالوی

رب علی کی پناہ چاہتا ہوں
رسول خدا کی ثنا چاہتا ہوں

مقدس، معطر، پیمبر ہیں میرے
میں توصیف ان کی سوا چاہتا ہوں

مجرم ہوں، عاصی، خطاکار ہوں میں
معافی، تلافی، بھلا چاہتا ہوں

''کرونا'' سے دنیا کی بس ہوچلی ہے
نائب ہوں تیرا، شفا چاہتا ہوں

مِن دون اللہ میں کس کو پکاروں؟
کوء ہے اگر تو پتا چاہتا ہوں

ہم بے سہاروں کا تو آسرا ہے
ہر دم ترا آسرا چاہتا ہوں

ہر معاملے میں تری مرضی مولا!
تیری رضا میں رضا چاہتا ہوں

اجڑے چمن کا توہی پاسباں ہے
کلی، پھول، پودا، ہرا چاہتا ہوں

اک دنیا بے کس، لاچار، ماندہ
اُس کے مرض کی دوا چاہتا ہوں

ترستا ہے سجدے کو خانہ خدا بھی
خانہ خدا پھر بھرا چاہتا ہوں

رحم و کرم اور جود و سخا میں
وراء الوراء چاہتا ہوں

تو رحمان ہے میں ہوں عاجز حبیبؔ
دونوں جہاں میں فلاح چاہتا ہوں

تاریخ احرار

(پہلی قسط)

مؤلف: مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ: امام سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کلمات

أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ. بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ.

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! وَلَہُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَحْدَہ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِنٰا وَمَوْلٰینٰا وَقٰائِدِنٰا الاعظَمِ وَالرَّسُولِ الْأَفْخَمِ مُحَمَّدِنِ المَبعُوثِ لِتَتمِیمِ مَکٰارِمِ الْأَخَلاقِ أَلذِی لاٰ یُخْلَقُ وَلاٰیُبْعَثُ نَبِیٌّ وَّلا رَسُولٌ بَعدَہ. وَعَلٰی أَصحٰابِہِ الَّذِینَ ھُم کَالنُّجُومِ فِی السَّمٰاءِ لِلاقتِدآءِ وَالاِ ھتِدآءِ وَمِعیٰارٌ لِلْحَقّ وَالدِّینِ وَأُمَّھٰاتِ المُؤمِنِین. أَصلِ أَھلِ بَیتِہٖ. أَزْوَاجِہِ المُطَھَّرَأتِ وَذُرِّیّٰاتِہٖ وَأَتبٰاعِہِ الَّذِینَ أَوفُوا عَھدَہ

أَمَّا بَعدُ

عام انسانی افتادِطبع کے مطابق اکثر دیکھنے والے کسی عمارت کی نگاہوں سے ٹکرانے والی بلندی، ڈیل ڈول، اندازِتعمیر، رنگ وروغن اور زیبائش وخوش نمائی پر ہی نظر ڈالتے ہیں۔ وہ دیدہ ور اور حقیقت شناس بہت کم ہیں جن کا خیال وتصور عمارت سے پہلے لاکھوں من بوجھ تلے مدفون اس کی گہری ہموار اور مضبوط بنیادوں کی طرف متوجہ ہو جو اس کے قیام وپائیداری کے اصل سبب کو خراجِ عقیدت وتحسین پیش کریں۔ اس کے مخفی وگم نام بانی کی تجویز ونقشہ کشی اور مہارت وسلیقہ مندی کا زندہ ثبوت سامنے دیکھ کر اس کے حق میں کلمۂ خیر وآفرین زبان پر لائیں۔

کسی فرد کی سیرۃ یا تحریک وجماعت کی تاریخ اس کے لیے اساس وبنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس طرح انفرادی سیرت کا بھرپور نفسیاتی جائزہ لینے سے اور پھر اظہارِ رائے میں اس کی دیانت دارانہ عکاسی وترجمانی سے فرد کی ذات کا مکمل تعارف حاصل ہوتا ہے ایسے ہی کسی تحریک وجماعت کا چہرہ بھی اس کی تاریخ کے آئینہ میں دیکھ کر ہی اس کے اجتماعی وجود کی اُٹھان، نشوونما، نظم وترتیب، وسعت وارتقاء، قیام واستقلال، رسوخ واستحکام اور جذب وکشش کے حقیقی اسباب وعلل کی صحیح نشاندہی کی جا سکتی ہے۔

بلاشُبہہ تاریخ احرار کو بھی مجلس احرار اسلام کی زندگی میں یہی اصولی مقام اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ جس کا

مطالعہ کیے بغیر کوئی بھی شخص برصغیر ہندو پاک میں قومی وجود کے تحفظ و بقا کی مربوط اور مسلسل تحریک کا صحیح جائزہ نہیں لے سکتا اور کائنات میں اسلام کے سب سے بڑے اور بُرے دشمن، فرنگی سام راج کے غاصبانہ اقتدار اور اس کے پنجہ ظلم و استبداد سے آزادی ورہائی حاصل کرنے کی اجتماعی جدوجہد کے ہر مدوجزر اور نشیب و فراز سے پوری طرح باخبر نہیں ہوسکتا۔ آزادی کا وہ گوہر بیش بہا جو آگ اور خون کے سمندر میں غوطہ زنی سے حاصل کیا گیا ہے اس جیسی نعمت عظمیٰ کی صحیح قدر دانی کے لیے اس خطۂ زمین پر غلبۂ اسلام کا پرچم لہرانے کی دیرینہ معصوم امنگوں اور حسین آرزوؤں کی سچی داستان معلوم نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی مقصد وورثۂ نبوت کی آئینہ دار، امارت اسلامیہ، خلافت راشدہ، جمہوریت کاملہ اور شورائیت عادلہ کا مثالی نظام برپا کرنے کی صدیوں پر محیط انقلابی دعوت کے بنیادی محرکات وعوامل سے علمی وفکری رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے حتیٰ کہ برصغیر کی کوئی بھی دینی یا سیاسی دستاویز تاریخ احرار کے ناقابل فراموش دفتر ایثار وقربانی کا پیوند لگائے بنا مکمل تاریخ آزادی کی شکل اختیار نہیں کرسکتی۔ بلکہ فی الحقیقت صرف تاریخ آزادی کہلانے کا استحقاق بھی نہیں رکھتی۔

یہ ایک اتفاقی مگر سخت افسوس ناک امر ہے کہ جو مجلس احرار اسلام امت مرحومہ کے متفقہ عقائد اور اجماعی مقاصد ملحوظ رکھتے ہوئے بے پناہ عزائم کے ساتھ اجتماعی قیادت کے لیے میدان عمل میں اتری تھی۔ وہی جماعت اپنی برپا کردہ تحریک کے نشیب و فراز پر مشتمل سوانح وواقعات کو ابتدائی دور میں مناسب نظم وترتیب کے ساتھ قلم بند کرانے کا اہتمام نہ کرسکی۔ پھر اصول فطرت کے تحت ہر رہنما کا اپنا ایک مستقل مزاج تھا یہاں جماعت کے تمام اہل علم وقلم اصحاب کا نہ تو مکمل تعارف اور استقصاء مقصود ہے اور نہ ہی تقدمہ کی محدود تحریر میں اس تفصیل کی گنجائش موجود ہے۔ اس لیے صرف دو اصل بنیادی ومرکزی اکابر اور ان کے چند ایسے رفقاء کا مجمل ومختصر ذکر کیا جاتا ہے جن کی تقریر وتحریر جماعتی اصول ومقاصد کے لیے سب سے زیادہ مستند ترجمان کی حیثیت رکھتی ہے۔

سیدنا حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے خطابت کا شہنشاہ تو بنایا ہی تھا اس کے ساتھ ہی قلم کے ذریعہ اظہار مافی الضمیر کی زبردست صلاحیت وقوت بھی عطاء فرمائی تھی جس کا بڑا واضح ثبوت آپ کے بیاض وخطوط وغیرہ کی انتہائی سادہ وسہل، شستہ وشگفتہ اور جامع تحریرات میں ملتا ہے۔ لیکن ایک تو تصنیف وتالیف افتادِ طبع کے مطابق نہ تھی اور نہ ہی اس کی طرف کچھ میلان اور شوق تھا، دوسرے جس قسم کی مصروف ترین عوامی زندگی تبلیغی جدوجہد میں بہ حد آخر انہماک اور ریل جیل کے چکر نے آپ کو گھیر لیا تھا۔ اس حالت میں یہ شغل اختیار فرما بھی لیتے تو نبھ نہ سکتا۔ ورنہ اپنی سراپا باغ وبہار فطرت آمادہ ومستعد اور موزوں طبیعت، ذہانت وذکاوت، فراست وبصیرت، علمی وادبی اور شعری ذوق، چہل سالہ بے پناہ مطالعہ ومشاہدہ اور عملی تجربہ کے پیش نظر جو کچھ بھی قلم بند فرماتے وہ ضخیم دفاتر پر مشتمل، تمام مسائل پر حاوی دستاویز اور حرف آخر کا درجہ رکھتا۔ اس میں ''بیرون در'' کے ہر تماشا کی رُوداد تو ہوتی ہی لیکن ہر تحریک و جماعت اور ان کی بڑی بڑی ہول

ناک جغادری شخصیات کے کھوکھلے اور وحشت انگیز کرداروں سے متعلقہ ''اندرون خانہ'' کے سیکڑوں سربستہ رازوں کی نقاب کشائی اور حقیقت نمائی بھی ہوتی کہ آج ہم تاریخِ سیاست وحریت کے مطالعہ وتحریر میں ان مخفی داستانوں کی ایک ایک سطر کے لیے بے شمار مگر مجمل مطبوعات کے محتاج ہیں۔ پھر رطب ویابس اور حق وباطل کا ملغوبہ اخباری ذخیرہ اور دشمنانِ اسلام ودشمنان تحریک آزادی کے بغض وانتقام کے زہر میں بجھے ہوئے ظالم قلم سے دن رات میں دھڑا دھڑ نکلنے والے یہودیانہ لٹریچر کا انبار سامنے ہے جو ہمارے لیے تعجب وحیرت اور افسوس وحسرت اور فکرِ مستقبل کی مجسم دعوت بنا ہوا ہے۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ بھی اکثر خطوط وبیانات لکھتے اور کتابی مواد بہت کم قلم بند فرماتے تھے تاہم خطبۂ صدارت، خودنوشت سوانحی خاکہ، اسلامی حکومت وغیرہ عنوانات سے جو چند اوراق بھی آپ نے لکھے وہ ان کے عقائد اسلامی کی طرح مستحکم اٹل واضح دینی فکر، صَیقل شدہ سیاسی شعور وبصیرت، ذکاوت ونکتہ رسی اور تدبر کامل کے آئینہ دار ہیں۔

قائدِ احرار محترم شیخ حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ اصطلاحی طور پر کوئی مصنف یا مؤلف نہ تھے۔ البتہ فطری استعداد، علم دوستی، ادب وانشاء سے والہانہ ربط ودلچسپی، ذوق شعر وسخن فہمی، وسیع سیاسی مطالعہ ومشاہدہ، ربع صدی پر محیط دینی قومی اور ملکی معاملات میں تلخ وصبر آزما سیاست کا عملی تجربہ اور سب پر مستزاد اپنے عہد کے جید علماء وصلحاء اور آزمودہ کار احباب وقائدین کی سراپا شفقت صحبت اور برکت آمیز تربیت۔ ان اجزاء وعناصر نے ان کی طبیعت اور مزاج کو تصنیف وتالیف اور ترجمہ کے فن سے بہت مانوس وقریب کر دیا تھا۔ لیکن ہر لحظہ کی پرخطر انقلابی زندگی کے بے پناہ مشاغل کے سبب سے انھیں بھی یکسوئی اور استقلال کے ساتھ اس فن کے مقتضیات پورے کرنے کی مہلت نہ مل سکی۔ تاہم اس افراتفری میں بھی ان کے قلم سے چند ایک قابل قدر اور مفید چیزیں ضبط تحریر میں آ گئی ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے اصول ومقاصد اور جدوجہد آزادی کے دوران میں اس کے مثبت لائحۂ عمل کے اظہار کے لیے مختلف مواقع میں آپ کے چند ایک خطبات، بہت سی تقاریر اور متعدد بیانات کا مطبوعہ وغیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے۔ یہ تحریرات قومی نفسیات پر ان کی گہری نگاہ، فرنگی کی عیارانہ ڈپلومیسی نیز اس کے ہندو مسلم گماشتوں اور ملت ووطن دشمن رجعت پسند ٹوڈی تحریکات کے پس منظر سے آگاہی کی دلیل ہیں۔ اور خصوصاً بین الاقوامی سیاست سے ان کے غیر معمولی شغف اُس کے عالمانہ شعور، وطن عزیز اور عالم اسلام کے مستقبل پر یہود ونصاریٰ اور دہریوں کے بے پناہ وروزافزوں اقتدار وتسلط کے اسباب وعلل پر ماہرانہ عبور اور مبصرانہ تجزیہ نگاری کا عکس جمیل ہیں۔ جماعت کی مرکزی عاملہ ومجلس مندوبین (جنرل کونسل) کے اجتماعات میں مُرتّبہ اکثر وبیشتر قرار دادیں حضرت شیخ صاحب مرحوم کی فکری پختگی اور سیاسی بصیرت کے تجزیہ کے لیے بہترین معیار ومیزان کا درجہ رکھتی ہیں۔ ایک فرنگی مصنف کی مشہور سیاسی کتاب کا مفید مطبوعہ اردو ترجمہ بنام ''انقلابِ سن ستاون کی تصویر کا دوسرا رخ'' اہم

تاریخی خدمت کا درجہ رکھتا ہے۔ نیز پچاس سال پہلے جب روس اور اس کے ماحول میں ایک خالص مادہ پرستانہ فکری بغاوت ابھری اور عالمی سطح پر انتہائی مؤثر و خطرناک دہریت آمیز و اباحیت انگیز اشتراکی انقلاب برپا ہوا تو اُس وقت روس میں ایک غیر ملکی مبصر و مؤلف مقیم تھا جس نے داستانِ انقلاب کو جامع صورت میں محفوظ رکھنے کے لیے ایک زبردست تاریخی اور سیاسی کتاب تالیف کی۔ حضرت شیخ صاحب مرحوم نے اس کتاب کا دو ضخیم جلد میں معنی خیز، شستہ و شگفتہ اور سلیس و رواں اردو میں ترجمہ کیا جو ان کی زبان دانی، انشائی صلاحیت، مقصودِ مصنف اور موضوع و مضمون کے صحیح فہم و احساس اس کی کامیاب عکاسی اور بھرپور ترجمانی کا بہترین شکار ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے متعدد خطبات و بیانات نیز ملکی امور اور وقتی تحریکات میں قائدانہ رہنمائی کے نقطۂ نظر سے بہت سی تقاریر کا ایک ذخیرہ بھی موجود ہے۔ جو مجلس اور قوم کی نئی پود کے لیے جماعتی عقائد و افکار، اصول و مقاصد اور بنیادی محرکات و عوامل کا محتاط جائزہ کہلانے کا مستحق ہے۔ جماعت کے خلوص و ایثار، حیرت انگیز و روح پرور، ایمان افروز، قابل رشک احوال اور ناقابل تردید واقعات پر مشتمل یہ ذخیرہ جو اس کی تاریخ کے ایک اہم باب اور ملکی سیاست کے لیے آئینۂ حقیقت نما کی حیثیت رکھتا ہے اپنوں کے لیے روشن و شاندار ماضی کی عظیم فکری دستاویز ہے اور اغیار کے لیے ایک دفترِ نصیحت و عبرت۔!

جناب مولوی مظہر علی اظہر شیعہ مذہب ہونے کے باوجود اپنے وقت میں جماعت کے بلند پایہ سیاسی ترجمان اس کی ملکی پالیسیوں کے بہترین مجوز و شارح اور معترضین و مخالفین کے مقابلہ میں بے نظیر جوابی مقرر تھے۔ علمی و اصولی بحث کے وقت روشن فکر، شستہ زبان اور استدلال و منطق کے ہتھیاروں سے مسلح بے باک نقاد و مبصر تھے۔ انھوں نے بھی متعدد خطبات و مضامین سپردِ قلم کیے خصوصاً تحریک شہید گنج، تحریک مدح صحابہ اور ہمارے فرقہ وارانہ فیصلہ کا استدراج یا جداگانہ انتخاب سے پاکستان تک جیسی اہم تالیفات کے ذریعہ تاریخ سیاست و اجتماعیات کے اساتذہ اور خوشہ چینوں سے بے پناہ خراجِ تحسین وصول کیا۔!

مفکرِ احرار امیر افضل حق رحمۃ اللہ علیہ بنیادی طور پر ایک مفکر و مصلح اور خوش فکر ادیب و انشاء پرداز تھے۔ ابتدا سے ہی قلم و قرطاس سے لگاؤ تھا۔ دینی نقطۂ نظر، اصلاح، اخلاق و اعمال خصوصاً قومی اور سیاسی زندگی کو سرمایہ پرستی، معاشی استحصال اور ظلم و تشدد کی آلائشوں سے تطہیر و تہذیب سے ہم کنار کرنا ان کا فطری جذبہ اور دل پسند و حقیقی موضوع رہا۔ چنانچہ دنیا میں دوزخ، زندگی، جواہرات، شعور، دیہاتی رومان، آزادیٔ ہند، محبوب خدا، میرا افسانہ، دین اسلام نیز متعدد خطبات بیانات اور توضیحی مضامین کے مختلف عنوانات کے تحت ان کے خامۂ گوہر بار کے ذریعہ ہزاروں صفحات میں پھیلا ہوا بیش بہا تحریری سرمایہ موجود ہے۔ جو ان کے تقدسِ عقائد، علوِّ فکر، اخلاصِ نیت، جذبۂ اصلاح، دردمندی، نفسیاتی تبحر، سلامت ذوق، حسن و معصومیتِ تعبیر، نفاستِ طنز، بلاغت تطبیق یعنی عروج انسانیت اور کمال اسلامیت کا امین اور عکاس و ترجمان ہے۔

ان اوصاف کے ساتھ ساتھ ہر بزرگ عقائد، تبلیغ، سیاست، معاشیات وغیرہ مختلف مضامین میں سے کسی نہ کسی موضوع کی طرف ایک مخصوص طبعی رجحان رکھتے تھے۔ نیز اپنے اپنے فقہی مسلک اور مذہب سے وابستگی کی بناء پر مختلف خیالات کے بھی پابند تھے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ اختلافِ فکر و مذہب مختلف قومی مسائل پیدا ہونے پر ہر موقع کی مناسبت سے بالکل واضح طور پر سامنے بھی آجاتا۔ بڑے پیارے انداز میں ضابطہ کی شکایات بھی ہوتیں اور ان پر بحث وتمحیص بھی ہوتی۔ کیوں کہ ارض ہند و پاک کی مختلف اقوام میں کفر واسلام کا اختلاف اور مذہبی گروہوں میں مسلک حق و باطل کی نسبت قائم ہونے کے باوجود چونکہ آزادی کا مرحلہ ابھی دور تھا اور جذبۂ خود اختیاری کے مطابق دینی بنیادوں پر سب کے حقوق کی تعیین اور دستور و قانون سازی کا مسئلہ ابھی زیر بحث اور زیر عمل لانے کا وقت ہی نہیں آیا تھا بلکہ غلامی کی صدیوں سے محیط اور ملک گیر آفت کے سد باب کے لیے نیز سر دست ایک ظالم وغاصب بیرونی اقتدار کی جڑیں اکھیڑنے کی غرض سے مشترک دشمن انگریز کے خلاف اصل محاذ قائم تھا اور آزادی وطن کے بعد خود مختار، قومی حکومت کی تشکیل کے ذریعہ ایک روشن مستقبل اور پر امن وفراغت زندگی کی حسین امید و آرزو اور پاکیزہ جدوجہد پیش نظر تھی اور یہی موضوع اپنی بنیادی اور مرکزی حیثیت کے سبب سے تمام مسائل پر حاوی تھا۔ اس لیے خطرناک سے خطرناک ابتلاء کے وقت بھی **الحمد للّٰہ** جماعت اندرونی طور پر کبھی بھی فرقہ وارانہ کشمکش کا شکار نہ ہوئی اور مختلف الخیال ومختلف المسلک لوگوں کا یہ عجیب وغریب اجتماع نہ تو کبھی راہ راست سے انحراف کا ذریعہ اور نہ ہی منزل مقصود سے اس کی دوری کا سبب بن سکا۔ بلکہ اس کے بالکل برعکس ہوتا یہ تھا کہ یہ نرالے لوگوں کی مناسب دماغی جنگ اور محتاط عملی اختلاف کی سیر وتفریح کے بعد پھر اصولی اتحاد کی قدر مشترک پر جمع ہو کر اپنے اصل مقصد کے لیے مصروف کار ہو جاتے تھے۔ غرض ان کی دوستی، اجتماع واختلاف، بحث ونزاع اور اتحاد ساری جدوجہد صرف اور صرف دین اور قوم ووطن کے لیے تھی ذاتی غرض کا اس میں شائبہ تک نہ تھا

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میؔر سے صحبت نہیں رہی!

یہ تمام صورت حال جماعت کے حق پرست اکابر اور وسیع الظرف، بہادر اور جان نثار کارکنوں کے خلوص نیت، سچی لگن اور محنت کا ثمرہ تھا۔ ورنہ حقیقتاً نہ تو اس سے پہلے اور نہ ہی بعد میں حتیٰ کہ آج تک بھی ایسے مختلف ومتنوع معاصر کا ایسا کامیاب اجتماع بروئے کار آسکا اور نہ ہی قومی معاملات میں ملک گیر پیمانہ پر ایسے بابرکت و پرتاثیر اور مثبت انقلابی نتائج ہی برآمد ہو سکے اور آئندہ کے لیے تو ان باتوں کی امید بلکہ خیال بھی دیوانہ کا خواب بن کر رہ گیا ہے۔ اور یوں تو جب تک سانس تب تک آس **وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز**۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ دیوبندی، بریلوی، غیر مقلد، تفضیلی شیعہ حتیٰ کہ انقلاب روس سے کچھ متاثر آزاد خیال چند نوجوانوں کے اس عجیب وغریب اور بہ ظاہر متضاد اجتماع کے وقت بھی شیعہ تو

ملکی سطح پر بھی حد سے حد، دس سے زائد نہ تھے۔ البتہ مقلد حنفی، بریلوی اور غیر مقلد اہل حدیث کی تعداد بلا شبہ سیکڑوں تک پہنچتی تھی اور ان کے بعد تو جماعت کے ہزاروں اور لاکھوں متعلقین کی قطعی اکثریت امت کے ننانوے فی صدی متفقہ عقائد کے مطابق اہل السنۃ والجماعۃ اور اکابر دیو بند مسلک پر کار بند تھی۔ یعنی پوری جماعت پر اصولا ہمیشہ سے صحیح العقیدہ اکابر ارا کین و معاونین اور رضا کاروں کی جمہوریت قابض اور اس کی تمام دینی اور ملکی مہمات میں کار فرما روح و رواں تھی۔ اور اس اکثریت کی نہایت بہتر و موزوں نمائندگی کے لیے بھی قدرت نے سید الاحرار حضرت امیر شریعت اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہما کو منتخب کر دیا تھا۔ ان کا اعتقادی تصلب، غیرت مندانہ موقف و مسلک اور خاندانی و شخصی وجاہت، اختلاف اور شک وشبہ سے بالاتر تھی۔ جماعت کی اصل دینی وسیاسی قیادت ان عبقری الفطرت (جینئس) اور اہل ترین اشخاص کے فکر و عمل سے مربوط ہونے کے سبب سے بفضلہٖ تعالیٰ ہر قسم کے فکری اختلال اور عملی تزلزل سے محفوظ رہی۔ جماعت کے صراط مستقیم پر گام زن رہنے کی ایک تو یہی بنیادی وجہ تھی اور دوسری وجہ جو اسی سے ملتی جلتی ہے وہ یہ ہے کہ اکابرِ احرار کے توسط سے جماعت کو وقت کے جید علماء و مشائخ کی علمی و روحانی سر پرستی کا بیرونی سہارا بھی حاصل تھا۔ نتیجتاً اندر باہر نیکی کے اس تعلق سے بحمد اللہ جماعت میں خیر ہی خیر کا پہلو بہر طور اور بہر دور غالب رہا، چنانچہ اسی پالیسی نے ایک ایسی پر جوش دینی فضاء قائم کر دی تھی کہ پچھلے چالیس سال کے طویل عرصہ میں دہریت، عیسایت، مرزائیت، چکڑالویت، سبائیت، بدعت پرستی نیز انگریز کے ہوا خواہوں اور نمک خواروں کی ہر غدارانہ تحریک، قوم فروشانہ اور وطن دشمن سیاسی گٹھ جوڑ، غرض ہر فتنہ و سازش اور اس کے سرغنوں کو احرار نے ایک لمحہ کے لیے کبھی بھی معاف نہیں کیا۔ بلکہ ہزار انسانی کمزوریوں اور مادی بے سروسامانیوں کے باوجود اپنی استعداد و ہمت اور بساط و قوت سے سیکڑوں گنا بڑھ چڑھ کر دفاع دین مقدس کا فریضہ ادا کیا۔ اپنے اکابر کی مشہور عالم اور بے نظیر قوت خطابت اور محدود تر اِشاعتی وسائل کے ساتھ ملعون انگریز کا منہ توڑ نے اس کے تمام زلّہ خواروں اور خود کاشتہ پودوں کی پوری سر کوبی اور بیخ کُنی کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی تو پھر محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل و کرم کے شامل حال ہونے نیز حضور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ازواج واولاد اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی روحانی تاثیر و توجہ اور فیض و برکت سے ہر دور و مرحلہ اور دین وسیاست کے ہر شعبہ میں خلاف امید و توقع مناسب کامیابیاں بھی جماعت کو حاصل ہوئیں۔ اور کچھ بھی نہ ہوتا تو یہ ایک چیز کیا کم قابل فخر و موجب شکر ہے؟ کہ اس غریب مگر مخلص جماعت کے وجود سے بفضلہٖ تعالیٰ حق پرست علماء و مشائخ کی پگڑیاں محفوظ ہوگئیں اور انھیں سیاسیات میں عوامی سطح پر دخل انداز ہونے کے مواقع میسر آئے۔ مدارس و مجالس اور صحیح اہل السنّت والجماعت کا وقار بلند ہوا اور ان کا حوصلہ دو چند ہو گیا۔ غلبۂ اسلام کی تحریک کو زبردست قوت حاصل ہوئی، بے زبانوں کو زبان اور طاقت گفتار مل گئی۔ اسلام اور انقلاب کا نام لینے والے گھروں سے نکل کر جہاد آزادی میں صف اوّل کے شریک اور عین محاذ پر مورچہ بند

ہوگئے۔وکفٰی بہٖ فخراً وشکراً۔

جماعت کے قومی تاثر اور قابل فخر کارناموں میں تقسیم ملک سے پہلے اپنی تنظیم کا اعلان کرتے ہی سب سے پہلے تحریک کشمیر ۱۳۔۱۹۳۲ء کی زبردست آزمائش پیش آئی جس میں اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطاء فرمائی۔اس کے بعد بالترتیب تحریک کپورتھلا ۱۹۳۳ء، تحریک مسجد شہید گنج لاہور ۱۹۳۵ء، تحریک مدح صحابہ لکھنؤ ۳۶۔۱۹۳۷ء، تحریک بہاول پور ۱۹۳۸ء، تحریک مسجد منزل گاہ سکھر ۱۹۳۹ء، تحریک قیام حکومت الٰہیہ ۱۹۴۳ء اور پھر تقسیم ملک کو اولاً بہ طور، وفاقی حکومت، اور آخر میں تشکیل پاکستان کی صورت میں قبول کرنے کے لیے۔تحریک تکمیل آزادی ۱۹۴۶ء کی عظیم جنگ لڑی گئی یہ تمام تحریکات مذکورہ بالا نتائج کے لیے مرحلہ وار اور تدریجاً جو مسلسل اور بے پناہ جدوجہد کی گئی اس کے دعویٰ کے زندہ ثبوت اور سچی گواہی کے انمٹ نشان ہیں۔تقسیم ملک کے بعد جب لیگ کے اسلامی پاکستان والے جھوٹے نعرہ کے بھرّے میں آکر لٹ جانے والے مسلمانوں میں فطری طور پر دین سے والہانہ اور باشعور وابستگی کا باقاعدہ اظہار شروع ہوا پوری ملت کے دل میں اسوۂ صحابہ کی روشنی میں کتاب وسنت پر مبنی نظام زندگی برپا کرنے کی پرانی آرزوئیں مچلنے اور امیدیں کروٹیں لینے لگیں۔فرنگی کے بنائے ہوئے مردم شماری کا دفتر الٹ کر کفر واسلام کا صحیح قانونی فرق اور شریعت میں کافر ومسلم کے مقرر حقوق کا تعین و امتیاز خصوصاً مرزائیوں کا کفر وارتداد واضح کرنے کا اٹل عزم وجذبہ بروئے کار آگیا۔تو پھر توحید وختم نبوت اور ناموس ازواج وصحابہ کے تحفظ کے لیے عاشقانہ ایثار وقربانی کے عدیم المثال مظاہرہ کے طور پر تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء مینارۂ نور بن کر نمودار ہوئی۔جس کی شدت، قوت، وسعت اور عظمت کے طفیل سے بے مروت بے وفا ارباب اقتدار کے برسوں پہلے لگائے ہوئے کھوکھلے اور جھوٹے اسلامی نعروں کی قلعی کھل گئی۔ازلی احرار دشمنوں، انگریزی ٹاؤٹوں، ٹوڈیوں، سرکاری مولویوں نیز ہر فرقہ کے خودغرض اور شیطانی بغض میں مبتلا ناپسندیدہ افراد نے تحریک کو تہ وبالا کرنے اور اس کے متعلقین کو خاک وخون میں تڑپانے کے لیے ظالم حکومت سے جو ناپاک گٹھ جوڑ اور سازش کا جوگھناؤنا کردار ادا کیا تھا اس کے راز طشت از بام ہوئے۔ساتھ ہی ساتھ وہ جماعتِ اسلامی جو اہل السنّت والجماعت کے خلاف چل کر خوارج وروافض کی طرح ایک من بھاتے اور بالکل نئے اجتہادی مذہب کو رواج دے کر بھی اصل اسلام کی اجارہ داری سنبھالے بیٹھی ہے اور مسلم لیگ کی ریس میں پچاس سالہ تاریخ آزادی کو مسخ کرکے بہ زعم خویش قوم کی فرضی واحد نمائندگی کی مدعی اور درحقیقت ایک مغرور اور غلط کار قیادت عظمٰی کی علم بردار بنی ہوئی ہے۔اسلام اسلام کی رٹ لگانے میں بڑی فن کار اور پروپیگنڈے پبلسٹی کی جدید برطانوی اور نازی جرمنی والی اُستاکاری اور تکنیک میں ماہر ومشاق ہے۔اس جماعت نے تحریک کے مدوجزر پر موقع پرستانہ نگاہ رکھی بہ شرط کامیابی ساتھ ہونے کا دعویٰ رکھنے اور بہ صورت ناکامی اپنی اختلافی برائی کو دلیل فرار بنانے کی دوغلی پالیسی اپنائے رکھی۔بہ ظاہر حکام اور احرار سمیت تمام دوسری تنظیمات کے مخالف ہوکر اپنی مصنوعی میانہ

روی، امن پسندی اور قانون پروری کا عیارانہ پروپیگنڈا جاری رکھا، لیکن اپنی اصل حقیقت اور فطرت کے بالکل مطابق مفت کے کریڈٹ جھوٹے وقار اور آرزوئے اقتدار کی خاطر عین وقت پر وعدہ معاف سلطانی گواہ کا روپ دھار لیا۔ جنوری ۱۹۵۳ء کے دوران میں سابق وزیر جناب الحاج مولیٰ بخش سومرو کی کوٹھی پر کل پاکستان مجلس عمل کی مرکزی کراچی کنونشن میں ملک کے ہر فرقہ سے متعلقہ پانچ سو نمائندہ علماء سمیت اس کے امیر المومنین جناب مودودی صاحب نے علانیہ شرکت کی اور حضرت امیر شریعت کے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھے ہوئے تحریک کی راست اقدام والی آخری قرارداد پر واضح دستخط کیے۔ چنانچہ سینکڑوں دستخط والی اس قرارداد کا اصل کاغذ بطور ثبوت تحقیقاتی کورٹ میں پیش ہو کر جھوٹوں کا منہ بند بھی کر چکا ہے لیکن اس کے باوجود صالحین اور ان کے قائد اعظم نے کچہری میں ان سب باتوں سے دیدہ دلیرانہ انحراف وانکار اور قوم سے غداری کا مکروہ ارتکاب کر ڈالا

حضرتِ ناصح نے مئے پی کر یہ اچھی چال کی؟
محتسب سے جا ملے، رندوں کے مخبر ہو گئے

لیکن سارے جتن کر گزرنے کے بعد بھی فرضی پاک دامنی ثابت کرنے اور چمڑی بچانے کی ہر کوشش ناکام ہو گئی واقعہ کے مطابق حکومت نے مجرم قرار دے کر سزا بھی دے ڈالی حال آنکہ اگر یہی اقتداء اعلان حق کے ساتھ قبول کی جاتی تو عین ایثار و جہاد کی نعمت سے سرفراز ہوتے۔ مگر مقدر کی روسیاہی چھا کر رہی چنانچہ اس گروہ کے ہر چھوٹے بڑے نے اپنی مخصوص و معین خفیہ پالیسی کے مطابق ہر حجت تمام ہو جانے کے باوجود دورانِ تحریک، دورانِ تفتیش بعد از خاتمۂ تحریک آزادرہ کر اور دورانِ مارشل لا بھی زبان وقلم اور عمل کا ہر حیلہ استعمال کر کے پوری ڈھٹائی سے اپنی تاجرانہ ذہنیت اور دورُخی پالیسی کے درست ہونے پر مجرمانہ اصرار جاری رکھا۔ حتیٰ کہ آج تک بھی پیسے اور پروپیگنڈے کے زور پر اس کی طرف سے اپنے باطل کو حق ثابت کرنے کی مذموم کوشش پوری ہٹ دھرمی سے جاری وساری ہے۔ مجاہدین احرار اور علماء کی اس نئی مدعیٔ تجدید دین، حزب مخالف اور مسلمانوں کی اس جیسی کئی دوسری بوگس اور فراڈ قسم کی خیرخواہ ٹولیوں کا گریز و فرار اور بغض ونفاق بھی اسی تحریک کی برکت سے عالم آشکارا ہو کر رہا۔ احرار کے زیرِ سایہ آٹھ دوسری مسلمان جماعتوں کی رفاقت میں چلنے والی یہ سراپا امن وقانون عوامیت وجمہوریت کی مکمل تائید سے مسلح تاریخ ساز عظیم الشان تحریک احرار کے دین دنیا کی سب سے بڑی متاع اس کے لیے باعث ہزار عزت وافتخار، سرمایہ اور موجب فلاح ونجات عمل صالح ہے۔ کہ ان تمام بدعہد وغدار قومی اور دینی مجرمین کے انکار اور بھگوڑے پن کے بالکل برعکس ''قوم'' منیر تحقیقاتی کورٹ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جس عظیم و بے مثال تحریک کے اوّل وآخر کی تمام تر ذمہ داری قبول کرنے کا شرف بھی صرف احرار کے امیر کارواں حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کا روشن نصیب ہوا۔ اور قیامت تک کے لیے اس گناہ گار مگر مخلص وایمان دار جماعت کے اجتماعی محاسن

کا طرۂ امتیاز بن گیا۔ **وذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم۔**

بہر کیف اپنے عجیب وغریب عوامی اور جمہوری اجتماع اور تاریخی پس منظر کے مطابق مجلس احرار اسلام کا بنیادی موقف اور مجموعی کردار یہ رہا ہے کہ مسلم عوام کو انفرادی ضروریات اور قومی حوادث میں رہنمائی دینے کے لیے اس نے اپنی بادلیل فقہی رائے کے باوجود اکثر و بیشتر حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد انور شاہ انصاری کاشمیری رحمتہ اللہ علیہ، فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اور قطب العصر، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہ جیسے اکابر علماء حق کے مسلک پر اعتماد کیا اور خاص ملکی اور سیاسی مشکلات میں امت کے اجماعی فتویٰ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی مستقل رائے کو اپنے دستوری ضوابط کے ساتھ اپنایا اور پھر تنظیمی لائحۂ عمل کے طور پر پوری قوم کو اس کی روشنی میں بھرپور جدوجہد اور قیادت سے بہرہ ور کیا۔ طبعی اصول کے مطابق ملکی مسائل میں بہت سے مواقع پر حضرات علماء کرام سے پورے خلوص و دیانت کے ساتھ دلائل وشواہد کی بنیاد پر زبردست اختلافات بھی ہوئے لیکن ایسی جداگانہ سیاسی آراء بھی محض اختلافی بات نہ تھیں بلکہ ان کے اندر بھی بزرگوں ہی کا ایک جم غفیر احرار کا موید وہم نوا رہا، وہ آراء ان سے استصواب اور ان کے مشورہ سے کبھی خالی نہیں رہیں، اس سلسلہ میں حضرت رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ تو خصوصیت کے ساتھ ہر مرحلہ پر اور ہر مہم میں نہ صرف یہ کہ چند اکابر احرار کے شیخ طریقت ہونے کی حیثیت میں ہی فیض رساں تھے بلکہ آخری دم تک پوری جماعت کے پیر و مرشد اور روحانی مربی و سرپرست کا منصب بھی سنبھالے رہے۔ اور ایک زمانہ گواہ ہے کہ ایسے بزرگوں کی الہامی تائید کے ساتھ بروئے کار آنے والا احرار کا ہر فیصلہ بحمد اللہ روز روشن کی طرح واضح اور دو اور دو چار کی طرح اٹل حقیقت بن کر قوم سے ہمیشہ خراج تحسین وصول کرتا رہا۔ (جاری ہے)

چندے کا پھندا

منصور اصغر راجہ

مرزا البشیر الدین محمود کے عہد میں جب بانی جماعتِ احمدیہ مرزا قادیانی کے صاحبزادے اور ''خلیفہ وقت'' کے بھائی صاحبزادہ شریف احمد کو قادیان کے بازار میں ایک گداگر کے لڑکے حنیف نے سرعام لاٹھیوں سے پیٹا اور بات تھانے کچہری تک جا پہنچی تو بعض مقامی اخبارات نے اس کیس کی خبر کی سرخی یوں جمائی کہ ''صاحبزادہ حنیف اور صاحبزادہ شریف کا مقدمہ''۔ احرار رہنما ماسٹر تاج الدین انصاریؒ کے مطابق بعض مقامی اخباروں نے اس ''صاحبزادگی'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ دونوں صاحبزادگان نذر و نیاز پر ہی گزارا کرتے ہیں۔ ایک اعلیٰ پیمانے پر نذر وصول کرتا ہے اور دوسرا گھٹیا طریقے سے نذرانے کے بجائے خیرات پر اکتفا کرتا ہے (ہم نے قادیان میں کیا دیکھا، طاہر عبدالرزاق: ۱۱۵)۔

مرزا قادیانی کے ''سلسلہ نبوت'' میں چندے کے نظام کو ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حاصل ہے کیونکہ گورداسپور کے ایک چھوٹے سے قصبے میں بیٹھ کر خانہ ساز نبوت تراشنے کا سب سے بڑا محرک پاپی پیٹ ہی تھا۔ پروفیسر الیاس برنیؒ نے اپنی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' میں تحفہ قیصریہ، حقیقۃ الوحی، سیرت المہدی جدید، خطوط امام بنام غلام اور انوار العلوم جیسی امہات کتب سے جو قادیانی روایات نقل کی ہیں، اُن کے مطابق دراصل جب برطانوی استعمار برصغیر میں جعلی نبی تلاش کر رہا تھا تو عین انہی ایام میں مرزا قادیانی خاندانی زوال کے باعث غربت کے ہاتھوں تنگ آئے ہوئے تھے۔ اگرچہ ان کے والد مرزا غلام مرتضٰی دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور انگریز سرکار کے ایسے خیر خواہ تھے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انہوں نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ انگریز سرکار کی مدد کی تھی لیکن اس کے باوجود ان کی ریاست زوال پذیر ہوتی گئی اور ان کی حیثیت ایک معمولی درجے کے زمیندار کی سی رہ گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ انگریز سرکار نے اپنا اقتدار مستحکم کرنے کے بعد قادیان کے اس رئیس گھرانے کو مزید نوازنے کے بجائے ان کی خاندانی جاگیر ضبط کر کے سات سو روپے سالانہ اعزازی پنشن مقرر کر دی جو مرزا قادیانی کے دادا کی وفات کے بعد صرف ۱۸۰ روپے رہ گئی، اور تایا کے بعد تو وہ بھی بند ہو گئی۔ مرزا قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ ''ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہیں تھی کہ دس روپے ماہوار آئیں گے'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲، ص ۲۲۰)۔

ایسی کمزور مالی حالت کے باوجود مرزا قادیانی کے شوق شاہانہ تھے۔ سیرت المہدی جدید میں بیان کی گئی قادیانی

روایات کے مطابق انہیں اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے بہت پسند تھے۔ سالم مرغ کا کباب اور گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں مرغوب تھیں۔ تیتر، بٹیر، فاختہ اور مرغ کا گوشت بھی پسند فرماتے تھے۔ گڑ کے بنے ہوئے میٹھے چاول، انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترے، سیب، سردے اور آم زیادہ پسند تھے۔ بازاری مٹھائیوں سے بھی کسی قسم کا پرہیز نہ تھا۔ روغن بادام، مشک وعنبر اور مفرح عنبری کا تو مذکور ہی کیا، اعصابی کمزوری دور کرنے کے لیے آنجہانی مرزا ''زدجام عشق'' نامی جو الہامی نسخہ تیار کرتے تھے، وہ بھی خاصا مہنگا تھا کیونکہ اس کی تیاری میں زعفران، دارچینی، جائفل، افیون، مشک، عقرقرحا، شنگرف اور قرنفل استعمال ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں ولایت سے سر بند بوتلوں میں آنے والی طاقتور شراب ٹانک وائن سے بھی شوق فرماتے تھے۔ ان عیاشیوں کے لیے پیسہ درکار تھا۔ چنانچہ جس طرح چھینکا ٹوٹنے پر بلی کے بھاگ جاگ جاتے ہیں، ویسے ہی انگریز سرکار کی طرف سے جعلی نبوت کی نوکری ملنے پر بانی جماعتِ احمدیہ کے بھی مقدر جاگ اٹھے۔ لہٰذا انہوں نے اپنی ذاتی غربت مٹانے کے لیے اپنی ''امت'' سے چندے کا مطالبہ شروع کیا اور اس سلسلے میں انبیا کرام پر بہتان طرازی سے بھی گریز نہ کیا۔ ذرا ان کے مطالبے کے الفاظ پر غور فرمائیے:

''قوم کو چاہیے کہ ہر طرح سے اس سلسلے کی خدمت بجالاوئے۔ مالی طور پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریمؐ، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کیے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے'' (ملفوظات، ج ٦، ص ٣٨)۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ''امت'' کے لیے چندے کے نام پر ایسا مضبوط پھندا تیار کیا کہ وہ مہد سے لحد تک چندے ہی میں الجھی رہے۔

اگرچہ ابتداء میں مرزا قادیانی نے مبلغ اسلام کا روپ دھار کر پوری مسلمان قوم کو لوٹنے کی بھی سعی کی۔ لیکن دعویٰ جعلی نبوت کے بعد تو اول بذات خود انہوں نے اور بعد ازاں ان کے جانشین مرزا محمود نے اپنی جماعت میں چندے کا ایسا مضبوط نظام قائم کیا کہ جسے قادیانی رائل فیملی کی ''چندہ انڈسٹری'' کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اس خانہ ساز نبوت کی ایک خاص بات یہ تھی کہ جس طرح بھوک کے ہاتھوں ستایا ہوا غریب آدمی دوجمع دو کا جواب چار روٹیاں دیتا ہے، اسی طرح مرزا قادیانی کو بھی وحی، الہامات اور خوابوں میں چندے کے منی آرڈر ہی آتے دکھائی دیتے تھے۔ مثال کے طور پر ایک مرتبہ صبح سویرے اس جعلی نبی پر وحی کے یہ الفاظ نازل ہوئے، ''عبداللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان''۔ موصوف نے اس وحی کا مطلب یہ نکالا کہ عبداللہ خان نامی کوئی شخص ڈیرہ اسماعیل خان سے اسی روز انہیں کچھ رقم بھیجے گا۔ قادیان کے کچھ ہندو بانی جماعتِ احمدیہ پر وحی اترنے کے منکر تھے۔ چنانچہ ''نزولِ وحی'' کے بعد مرزا قادیانی بھاگے بھاگے ان ہندوؤں کے پاس پہنچے اور انہیں تازہ ترین وحی کے مندرجات سے آگاہ کرتے ہوئے چیلنج کیا کہ اگر عبداللہ خان نامی آدمی نے آج ہی مجھے پیسے نہ بھیجے تو سمجھ لینا کہ میں

حق پر نہیں۔ستم یہ ہوا کہ اس نام کے آدمی کی طرف سے ارسال کردہ منی آرڈر اسی روز مرزا قادیانی کو موصول ہو گیا جس پر ہندو منکرین مبہوت رہ گئے (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲،ص ۲۷۵)۔ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے۔مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ نقد چندے، تحائف اور ہدایا کی آمد کے سلسلے میں خدا کی طرف سے انہیں جو الہامات ہوئے، ان کی تعداد پچاس ہزار تھی: ''یادر ہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں ۔ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشانات پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج ۲۲،ص ۳۴۶)۔قادیانیت سے تائب ہونے والے ملک جعفر خان معروف قانون دان اور سابق وفاقی وزیر تھے۔انہوں نے پون صدی قبل اپنی کتاب ''احمدیہ تحریک'' میں لکھا: ''میری رائے میں خاندانی اقتدار اور وجاہت قائم کرنا مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کا لازمی جزو تھا''۔(صفحہ ۱۴)

اس چندہ انڈسٹری اور خاندانی اقتدار کو مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے عہد میں کچھ اس طرح مستحکم کیا کہ اُن کے باوا کی ''امت'' ان کی ذاتی غلام بن کر رہ گئی۔شیخ راحیل احمدؒ پیدائشی قادیانی تھے۔نصف صدی تک جماعتِ احمدیہ کے مختلف اعلیٰ عہدوں پر کام کیا۔جماعت کی رگ رگ سے واقف تھے۔انہوں نے ''مضامینِ راحیل'' میں قادیانی چندے کی پچاس مدات بیان کی ہیں جن میں پندرہ سے زائد مدات لازمی ہیں جن میں کسی بھی قادیانی گھرانے کا ہر فرد چندہ ضرور دیتا ہے ورنہ اس کا ایمان اور اخلاص مشکوک ہو جاتا ہے۔ان میں سب سے دلچسپ چندہ بہشتی مقبرے کا ہے۔شیخ راحیل احمدؒ کے بقول ''شروع میں جنت کے لیے پہلے صرف احمدی ہونا شرط تھا۔پھر مالی قربانی شرط بنی۔پھر معیاری چندے شرط بنے، اور یہ بھی کافی نہیں، تو اب کچھ وصیت کراؤ تب کچھ بات بنے گی۔اس قسم کا تاثر دیا جاتا ہے کہ ویسے تو اللہ غفور الرحیم ہے، اگر بخشنا چاہے گا تو علیحدہ بات ہے ورنہ جنت میں جانے والے لوگ بہشتی مقبرہ سے ہی لیے جائیں گے۔اِس کے بعد اگر اُس کی مرضی ہوئی تو باقی جنتی بھی احمدیوں سے ہی لیے جائیں گے'' (مضامینِ راحیل:255)۔بہشتی مقبرے کا چندہ تو اتنا مشہور تھا کہ اردو کے منفرد انشا پرداز خواجہ حسن نظامیؒ نے ایک مرتبہ مرزا محمود کی دعوت پر اپنے چند دوستوں کے ہمراہ قادیان کا دورہ کیا۔واپسی پر انہوں نے اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ ہم نے قادیان میں امور عامہ کا دورہ کیا، نشر و اشاعت اور تحریک جدید کے دفاتر دیکھے، اور پھر بہشتی مقبرے پہنچے تو اسے سبزہ و نورستہ کے اعتبار سے واقعی جنت معنوی پایا۔لیکن ایک بات بڑی حیران کن تھی کہ اس کے تمام درختوں اور پیڑوں پر قطار اندر قطار بیٹھے ہوئے پرندے ایک ہی راگ الاپ رہے تھے، چندہ، چندہ، چندہ۔

لیکن دوسری طرف گھر کے کچھ ایسے بھیدی بھی تھے جو مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی لوگوں کو چیخ چیخ کر بتایا کرتے تھے کہ یہ نبوت نہیں محض دکانداری ہے۔اس کی ایک مثال مرزا شیر علی ہیں۔مرزا شیر علی، مرزا قادیانی کے برادر نسبتی اور ان کے بیٹے مرزا فضل احمد کے خسر تھے۔بڑی لمبی سفید ڈاڑھی تھی۔سفید رنگ تھا۔تسبیح ہاتھ میں لیے بڑے شاندار آدمی معلوم ہوتے تھے اور مغلیہ خاندان کی پوری یادگار تھے۔وہ قادیان میں بہشتی مقبرے کی سڑک پر دار الضعفاء کے پاس بیٹھ

جاتے۔ ہاتھ میں ایک لمبی تسبیح ہوتی۔ تسبیح کے دانے پھیرتے جاتے اور منہ سے گالیاں دیتے چلے جاتے۔ بُرا لٹیرا ہے۔ لوگوں کو لوٹنے کے لیے دوکان کھول رکھی ہے۔ جو کوئی نیا آدمی آتا، اسے اپنے پاس بلا کر بٹھا لیتے اور سمجھانا شروع کر دیتے کہ مرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے۔ آخر میں نے کیوں نہ اسے مان لیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ میں اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک دکان ہے جو لوگوں کو لوٹنے کے لیے کھولی گئی ہے۔ اصل میں آمدنی کم تھی۔ بھائی نے جائیداد سے بھی محروم کر دیا۔ اس لیے یہ دکان کھول لی ہے۔ آپ لوگوں کے پاس کتابیں اور اشتہار پہنچ جاتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پتا نہیں کتنا بڑا بزرگ ہوگا۔ پتا تو ہم کو ہے جو دن رات اس کے پاس رہتے ہیں۔ یہ باتیں میں نے آپ کی خیرخواہی کے لیے آپ کو بتائی ہیں (انوار العلوم، ج ۱۸، ص ۲۳۷)۔

جب اس طرح کے عادی چندہ خور کسی وبا یا آفت کی وجہ سے پریشان مسلمانوں کی امداد کے لیے میدان میں نکلیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔ پنجابی محاورے کے مطابق ہندو بنئے نے ایویں ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ اس کی ماں اگر سر بازار منہ کے بل گری ہے تو کچھ دیکھ کر ہی گری ہوگی۔ اس لیے جماعتِ احمدیہ کے ذیلی ادارے Humanity First کی رفاہی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ چند برس پہلے ایک سابق قادیانی مربی نے اپنے انٹرویو میں ہمیں بتایا تھا کہ وہ اندرون سندھ میں محض چند ٹافیوں کے عوض سادہ لوح مسلمانوں سے جماعتِ احمدیہ کا رکنیت فارم بھروا لیتے تھے۔ واقفان حال بتاتے ہیں کہ ہیومینٹی فرسٹ کوئی رفاہی ادارہ نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کا تبلیغی ادارہ ہے جو رفاہی سرگرمیوں کی آڑ میں قادیانیت کا پرچار کرتا ہے۔ شیخ راحیل احمدؒ کے الفاظ میں ''ہیومینٹی فرسٹ کی تنظیم بظاہر انسانی ہمدردی کی تنظیم ہے لیکن حقیقت میں شعبہ تبلیغ کا ذیلی ادارہ ہے۔ جہاں تبلیغ کے چانس ہوں، وہیں ان کی انسانی ہمدردی جاگتی ہے'' (مضامین راحیل: ۲۵۴)۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ علما کرام، سکالرز، فتنہ قادیان سے آگاہی رکھنے والے عصری و دینی اداروں کے اساتذہ کرام، قانون دان اور قلمکار بھی اس طرف فوری توجہ دیں اور عوام الناس کو اس فتنے سے آگاہ کریں کہ چند ہزار روپوں کی خاطر اپنے ایمان کا سودا کرنا ہمیشہ کے خسارے کا سودا ہے۔ باری تعالیٰ دورِ حاضر کے ہر چھوٹے بڑے فتنے سے ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔
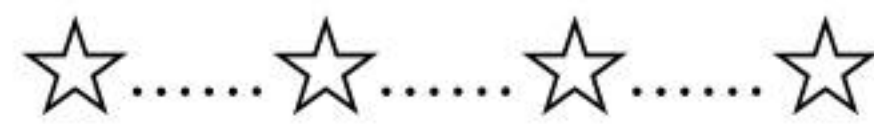
توبہ واستغفار، عذاب الٰہی سے نجات

جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ علیہ

زوال و بربادی کی تکمیل اسی وقت ہوتی ہے جب ملک اور قوم کا بڑا کہلانے والے انجام سے بے پرواہو کر زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر اتر آئیں اور قوم صرف تماشائی بنی رہے۔ خدا فراموشی، سرکشی اور دین بیزاری کے جو دل دوز مناظر پورے ملک میں دیکھے جا رہے ہیں، ان کے ہوتے ہوئے نصرت غیبیہ کے نزول کی دعا بھی ایک مذاق معلوم ہو رہی ہے۔

تشکیل پاکستان کے وقت حلفیہ وعدے اور قسمیہ نعرے بازی کے جُلو میں، غلاف کعبہ پکڑ پکڑ کر اسلامی نظام نافذ کرنے کے لیے ملک مانگا گیا تھا۔ لیکن ملک مل جانے کے بعد ہر حیلہ سے اسلام کو ملک بدر کر دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں صرف پچیس برس بعد ہم نصف ملک (مشرقی پاکستان) گنوا بیٹھے۔ وہاں لاکھوں کلمہ گو، کفار کے دلالوں اور ایجنٹوں کے ظلم وستم سے دریائے آتش وخون میں ڈوب گئے۔ امن وسکون ہمیشہ کے لیے عُنقا ہو گیا۔ لادین طبقہ عذاب بن کر اقتدار پر مسلط ہو گیا اور نفاذ اسلام کی موہوم سی امید کا چراغ بھی گل ہو گیا۔

اگر آج اس بچے کھچے پاکستان میں بھی فسق وفجور پروری اور دہریت ومرزائیت نوازی کی ملعون ڈگر نہ چھوڑی گئی اور مصائب وآفات کے وقت خوف الٰہی کی جگہ احکام وتنبیہات الٰہیہ کے "مقابلہ" کا فرعونی انداز ترک نہ کیا گیا تو پھر...... آسمان زمین کی جگہ آسکتا ہے مگر دنیا کے کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ ہی نہیں بلکہ دوست مسلم ممالک کی بھرپور امداد بھی پاکستان اور اس کی لادین حکومت کو اللہ کے غضب سے نہیں بچا سکتی۔ صرف مادی وسائل پر اعتماد، اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت ومورچہ بندی، ائمہ کفر کی طرح للکارنا اور ہنکارنا موجب قہر وعذاب ہے۔

ابھی سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوا، توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ بارگاہ الٰہی میں اپنے کفر وفسق پر اظہار ندامت، مسلسل توبہ واستغفار، توڑے گئے عہد وپیان کی تجدید اور مکمل اسلامی نظام کا نفاذ ہی رضاء الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس کے مقابلے میں یہود ونصاریٰ اور ان کے ایجنٹوں کی طرف سے استہزاء وتمسخر، مخالفت ومزاحمت اور سازش وتصادم کا نقصان قبول کر لیں مگر دین پر عملی استقامت کا مظاہرہ کریں اور اس کی قبولیت کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کر لینے میں ہی ظاہر وباطن کی نجات ممکن ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ، وَهُوَ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِ السَّبِيلَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔

اے اللہ ہمیں اپنے غصہ وغضب سے قتل نہ کیجئے، اور اپنے عذاب کے ساتھ ہلاک نہ کیجئے، اور ایسا وقت آنے سے پہلے ہی ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے۔

اقتباس اداریہ "الاحرار" جلد۴، ستمبر ۱۹۷۳ء (بہ موقع سیلاب)

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد